REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲　　شمارہ ۳۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :- منیر احمد خادم

نائبین :- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک :-
بذریعہ ہوائی ڈاک :- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک :- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN--143516

۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۱۴ ہجری　　۱۶ تبوک ۱۳۷۲ ہش　　۱۶ ستمبر ۱۹۹۳ء

جماعتِ احمدیہ جرمنی کے ۱۸ ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر

تقریبِ عالمی بیعت

فرینکفرٹ ۱۱ ستمبر۔ آج جرمنی کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز عالمی بیعت کے موقع پر ۱۴۹۶ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ ان میں یورپ کے ممالک کے ۱۳۳۹، بنگلہ دیش کے ۳۵، لبنان مراکش کے ۵، صومالیہ کے ۲، الجزائر و مصر کے ۲۰، زائر کے ۱۳، ٹوگو کے ۴۴، عرب فلسطین کے ۱۶ اور افریقہ کے مختلف ممالک کے ۲۰ بیعت کنندگان شامل تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میرے دل میں خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اتنے افراد کو بیعت کرنے کی توفیق بخشے کہ ہر صدی کے سو افراد مکمل ہو جائیں سو الحمدُ للہ کہ آج پندرہ صد احباب کو بیعت کی توفیق مل رہی ہے۔

الفاظِ بیعت، حضور انور نے انگریزی اور اردو زبان میں دہرائے جن کا ساتھ کے ساتھ بوسنین زبان کے علاوہ دیگر مختلف زبانوں میں بھی ترجمہ کیا گیا۔

سب سے پہلے تین برّ اعظموں ایشیا، یورپ اور افریقہ کے تین نمائندے حضور انور کے دستِ مبارک میں اپنے ہاتھ دیئے ہوئے تھے۔ اور پھر ان کے پیچھے تمام بیعت کنندگان کا جسمانی رابطہ ایک دوسرے سے رہا۔ الفاظِ بیعت دہرانے کے بعد حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے پرسوز اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں موقع پر موجود بیعت کنندگان کے علاوہ ڈش انٹینا کے ذریعہ اس تقریب کو دیکھنے والے دنیا بھر میں لاکھوں احمدی شریک ہوئے۔

بیعت کے بعد حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے نو مبائعین سے ملاقات کی اور انہیں مبارکباد دی ۔

یہ روز کرمبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

○

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۳ء بمقام ناصر باغ فرینکفورٹ (جرمنی)

توحید پر قائم ہوئے بغیر دنیا میں عدل اور امن قائم نہیں ہو سکتا

اگر خدا ایک ہے تو زمین پر اس کے بندوں کا ایک ہونا بھی اس کا لازمی نتیجہ ہوگا ۔۔۔۔!!

از سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ

فرینکفرٹ ۱۰ ستمبر (ایم ۔ٹی۔ اے)۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:۔

وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ؀

(البقرۃ : آیت ۱۶۴)

پھر فرمایا : توحید کے سلسلے میں خطبات کا سلسلہ جاری ہے۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ توحید کے بغیر دنیا میں قیام عدل ممکن نہیں۔ اور جب تک قیام عدل نہ ہو اس وقت تک خدمتِ خلق اور احسان کا صحیح نظام جاری نہیں ہو سکتا۔ اس پہلو سے میں نے سب سے پہلے تو اپنے خطبات، جماعت کے سامنے یہ کہتے ہوئے رکھے ہیں کہ پہلے اپنے دلوں میں توحید قائم کرو، اپنی نیتوں میں توحید قائم کرو اور اپنے اعمال میں توحید قائم کرو۔ اپنے گرد و پیش میں اور عزیزوں اور رشتہ داروں کے تعلقات میں خلاصہ یہ کہ ساری جماعت توحید پر اس طرح قائم ہو جیسا کہ توحید پر قائم ہونے کا حق ہے۔ تب جماعت کو یہ توفیق ملے گی کہ قیامِ توحید کے سلسلے میں اگلا قدم اٹھائے۔

اخبارِ احمدیہ

فرینکفرٹ : ۱۰ ستمبر (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے آج ہندوستانی وقت کے مطابق ٹھیک چھ بجے شام جماعتِ احمدیہ جرمنی کے ۱۸ ویں جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا۔ حضور پُرنور نے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کرائی۔ دعا کے بعد حضور انور نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

احبابِ کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی، سفر و حضر میں خصوصی حفاظت اور حضور کے دورۂ یورپ کی عظیم الشان کامیابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں

حضور انور نے فرمایا، اگلا قدم یہ ہوگا کہ تمام بنی نوعِ انسان کو توحید کی طرف لائیں اور توحید کے فوائد سے تمام بنی نوعِ انسان کو آگاہ کریں۔ کہ توحید پر قائم ہوئے بغیر دنیا میں عدل اور امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد پھر تیسرا درجہ خدمتِ خلق کا ہے۔ یعنی خدا کی مخلوق کا درد اپنے اندر پیدا کرنا۔ جس کو خالق سے محبت ہو صاف بات ہے اس کو اس کی مخلوق سے لازماً محبت ہوگی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدمتِ خلق کا مضمون بھی توحید کے سرچشمے سے پھوٹتا ہے۔ اس ضمن میں اگلا قدم تبلیغ کا ہے۔ جب آپ دعوت الی اللہ کرتے ہیں تو وہ بھی درحقیقت توحید ہی کی طرف بلاتے ہیں۔ حضور پُرنور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر خدا ایک ہے تو زمین پر اس کے بندوں کا ایک ہونا بھی اس کا لازمی نتیجہ ہوگا۔ اور زمین پر توحید قائم کرنے کے لئے تبلیغ ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا مضمون کا یہ وہ سلسلہ ہے جسے میں کچھ عرصے سے چلا رہا ہوں۔ اور اس کا بقیہ حصہ ممکن ہے جلسہ سالانہ جرمنی کے اختتامی خطاب کے موقع پر بیان کروں۔

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے توحید کے مضمون کی مزید وضاحت میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرمعرفت اقتباسات سنائے۔ پھر فرمایا ہم وہ ہیں جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہیں ہم نے یہ سال عالمی خدمتِ خلق کا سال منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ سال کس رنگ میں منایا جائے گا۔ اور کس رنگ میں یہ سال منانے کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ صرف ایک ہی رنگ ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا رنگ ہے وہ رنگ اختیار کریں۔ اپنے وجود سے دورنگی دور کر دیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت میں فنا ہوں۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم ۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر، نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۶ ر تبوک ۱۳۷۲ ہش

ٹھوکریں کھا کر کچھ تو سنبھلے

پاکستان میں آئندہ ماہ ہونے والے الیکشن کے لئے بہت سے اخلاقی ضابطوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی اُمیدوار خواہ وہ کسی بھی مُسلم فرقہ سے تعلق رکھتا ہو چناؤ پرچار کے دوران اپنے مدِ مقابل کو یا اس کی پارٹی کو "کافر" نہیں کہے گا۔ (خواہ دِل میں اُسے اپنے فرقہ کے مولویوں کی تعلیم کے مطابق کتنا بڑا کافر سمجھے۔) خدا کا شکر ہے کہ اِس مرتبہ الیکشن کے دوران کفر سازی کے اِس عمل کو بند کر دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جہاں تک اعلان کا تعلق ہے، قابلِ تعریف ہے اور اگر عمل ہو جائے تو تو اَور بھی حسین۔ لیکن اس کے آثار کم ہی نظر آتے ہیں۔

اگرچہ اخلاقی ضابطوں کا اعلان تو کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک کی خبروں کے مطابق پاکستان میں انتخابات سے قبل تشدد میں تین درجن سے زائد لوگ مارے جا چکے ہیں۔ بعض جگہوں پر اُمیدواروں کو ان کے مدِ مقابل سیاسی حریفوں نے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ ان مرنے والوں میں مُباہلہ کی موت مرنے والے سابق ڈکیٹیٹر ضیاء الحق کا بھتیجا حاجی عبدالرضا بھی شامل ہے۔ خوف، دہشت، قتل و غارت اور کفر سازی کے لئے عام طور پر مساجد کو ہی اکھاڑہ بنایا جا رہا ہے جہاں غیر قانونی اسلحہ اور مجرم جُرم کے بعد پناہ لے رہے ہیں۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جبکہ پاکستانی چناؤ عمل مساجد میں اسلحوں کے چھپانے، مساجد کے اماموں کے ذریعہ ایک دُوسرے کے خلاف دھواں دھار تقاریر کروانے اور کفر کے فتوے دِلوانے کے بغیر مکمل ہی نہیں ہو سکتا تو پھر الیکشن کمیشن کے اِس حکمنامے پر کہ مدِ مقابل ایک دوسرے کو کافر قرار نہ دیں، عمل کا امکان کہاں باقی رہ جاتا ہے؟

پاکستان میں اِنتخابی عمل کے دَوران ایک دوسرے کو کافر قرار دینے کی بِدعت اگرچہ ذوالفقار علی بُھٹو کے زمانے سے پہلے ہی پڑ چکی تھی لیکن اس کو تقویت بُھٹو حکومت کے زمانے میں ہی ملی ہے۔ جس نے احمدیوں کو بھی بالآخر کافر قرار دے دیا تھا۔ اسی دَور سے ہی ایک دُوسرے کو کافر قرار دینے کا رواج اس شدت سے پڑ چکا ہے کہ ووٹر بے چارے یہ معلوم ہی نہیں کر سکتے کہ پاکستان کے اُمیدواروں میں کوئی مُسلمان ہے بھی یا نہیں ــــ!

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اگرچہ چناؤ کمیشن نے یہ اعلان تو کر دیا ہے اِنتخابی عمل کے دَوران ایک دُوسرے کو کافر کہنے کی ممانعت ہو گی لیکن پاکستان کی وہ سیاسی پارٹیاں جو خالص فرقہ وارانہ مذہبی جذبات لے کر میدانِ انتخاب میں اُترتی ہیں اور جن کے اِنتخاب کا مقصد ہی اپنے آپ کو خالص اِسلامی قرار دے کر دُوسروں کو "کافر" قرار دینا ہے، اِس ممانعت سے ایسی پارٹیوں کا اِنتخابی عمل کیسے مکمل ہوگا اور یہ کہ وہ اپنے ووٹروں کے پاس اب کس منہ سے اور کون سے مذہبی مقاصد کو سامنے رکھ کر ووٹ لینے جائیں گے۔ ہر اِنتخاب کے وقت ایسی پارٹیوں کا اِعلان تو یہی ہوتا ہے کہ وہ خالص اِسلامی ہیں اور شریعت کو نافذ کریں گی۔ اور دیگر تمام شریعت کے دُشمن اور کافر ہیں۔ پس جن کے اِنتخاب کی بناء ہی کفر و اسلام ہو وہ تو اِس اعلان سے سخت مایوس ہوں گے۔ اور یا پھر اس پر عمل نہیں کریں گے اِس لحاظ سے چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسی پارٹیوں پر ہی پابندی عائد کر دی جاتی جو فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکا کر اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرتی ہیں۔

خیر کچھ بھی ہو اِس حد تک تو یہ بات قابلِ اطمینان ہے کہ ٹھوکریں کھانے کے بعد اور مُلاؤں کو استعمال کر کے اُن کے نقصانات برداشت کر لینے کے بعد پاکستان کے بعض سیاستدانوں کو بھی اب کسی قدر عقل تو آ گئی ہے کہ کفر سازی کے اِس عمل کو بہرحال بند کیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ گزشتہ دِنوں اخبار "فرنٹیئر پوسٹ" کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر بُھٹو نے کہا تھا کہ مذہبی تعصب رکھنے والی پارٹیوں سے اِسلام کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی انٹرویو میں انہوں نے مشترکہ چناؤ سِسٹم بحال کئے جانے کی تجویز بھی رکھی تھی۔ بُھٹو صاحبہ کے مطابق بُنیاد پرست قرآن کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مُسلمان کہلانے والے کو کافر قرار دینا ایک ایسا سنگین جُرم ہے کہ نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے:۔

"مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَ لَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ۔" (بخاری۔ مُسلم بحوالہ ریاض الصالحین جلد ۲)

ترجمہ:۔ جو شخص کسی کو کافر یا خدا کا دُشمن کہہ کر پُکارے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کی بات اسی کی طرف لَوٹ جاتی ہے۔

یعنی وہ خود کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور خدا کا دُشمن کہلاتا ہے۔ گویا کافر کہنے والا بھی کفر کی زد سے نہیں بچ سکتا۔

چونکہ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ علم تھا کہ آپ کے بعد ظاہر پرست اور خوشامدی درباری علماء اِس مذموم عمل کا شکار ہو جائیں گے اِس لیئے آپؐ نے پہلے ہی متنبّہ فرما دیا تھا۔ خدا جانے وہ کونسا بدقسمت مُلاّں تھا جس نے اُمّت میں سب سے پہلے اِس مذموم عمل کو شروع کیا تھا۔ اور اب تو یہ اُمّتِ مرحومہ کے مولویوں کا ایک ایسا امتیازی نشان بن چکا ہے کہ "مولوی" اور "الزامِ کفر" گویا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تمام بزرگانِ اسلام پر مُلاّؤں نے ایسے مذموم و ناکام فتوے دیئے ہیں۔

اِدھر یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مُلاّؤں کے زیرِ اثر حکومتِ پاکستان نے جب سے احمدیوں کو "کافر" قرار دیا ہے وہی مُلاّں آج حکومت کے تمام سرکردہ لیڈروں اور سیاسی راہنماؤں کو بھی کافر قرار دے رہے ہیں۔ شاید ہی کوئی سیاسی لیڈر اس زد سے بچ سکا ہو۔ اور یُوں معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں فتاوٰی کفر کا ایک سیلابِ عظیم ہے جو وہاں کی مساجد سے لے کر گلیوں اور بازاروں میں سب جگہ بہہ رہا ہے۔ یہ ایک لمبی داستان ہے جو اس مختصر وقت میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ لیکن بہرحال مقامِ شُکر ہے کہ پاکستان میں پہلی بار کم از کم چُناؤ کے موقع پر ہی سہی یہ اعلان تو ہُوا کہ ذاتی و سیاسی اغراض کے تحت بظاہر کوئی کِسی کو کافر قرار نہ دے ✤

(مُنیر احمد خادم)

مُلاّں اور فتوائے کفر

مُلاّں تیرے کردار نے کیا گُل کِھلا دیا
اُمّت کو تیرے فِتنہ نے باہم لڑا دیا

مذہب کے نام پر کیا انسانیت کا خُون
فتوے تیرے نے ہر جگہ اُودھم مچا دیا

ہنستے ہوئے گھروں میں ماتم بپا کیا
بچّوں کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھا دیا

کتنے معصُوم دار پہ تُم نے چڑھا دیئے
کتنے گھروں کو آگ سے تُم نے جلا دیا

حُسینؓ پر بھی کفر کا فتوٰی لگایا تھا
جس نے تھا راہِ حق میں سر کو کٹا دیا

کلمہ عزیز ہے جنہیں جاں سے عزیز تر
اُن کو بھی آج مُلاّں نے کافر بنا دیا

نہ حق کبھی دبا ہے نہ دَب سکے گا اَب
عملِ حُسینؓ نے ہمیں یہ مُژدہ سُنا دیا

○

(خواجہ عبدالمومن ـ اوسلو ناروے)

خطبہ جمعہ

قرآن عربی زبان میں ہے اس لئے دنیا کا کوئی انسان عربی زبان کی اوّلیت کو عربی سے چھین نہیں سکتا

یہ بالآخر ہو کر رہے گا کہ عربی دنیا کی سب سے بڑی، سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان بن کر رہے گی

تمام ذیلی مجالس عربی زبان سے متعلق تفصیلی منصوبے بنائیں اور مجھے اطلاع دیں کہ ہم یہ منصوبے بنا کر اس حد تک جاری بھی کر بیٹھے ہیں

عربی کے بعد ہمیں سب سے زیادہ اہمیت اُردو کو دینی چاہیئے اور پھر تیسرے نمبر پر ہر ملک کی مقامی زبان ہے

یہ تین باتیں اگر آپ نے اختیار کر لیں تو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کیلئے یہ تین سواریوں کا کام دیں گی

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ روفا (جولائی) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد نور اوسلو ناروے

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا ہے:۔

آج کا یہ جمعہ جو مواصلاتی سیاروں کے ذریعہ تقریباً تمام دنیا میں دکھایا جارہا ہے اس کا خرچ جماعت احمدیہ ناروے نے پیش کیا ہے کیونکہ یہ جمعہ ان معنوں میں دستور سے ہٹ کر تھا کہ انگلستان میں تو مستقلاً ایسے انتظامات موجود ہیں جن کے ذریعہ جو ہمارا سالانہ خرچ ہے اس میں کوئی مزید اضافہ نہیں ہوا کرتا ایک مقررہ خرچ ہے جس کے مطابق ہمیں پتہ ہے کہ وہ اس بجٹ سے ادا ہو سکتا ہے لیکن اگر کہیں اور جا کر مواصلاتی سیارے سے رابطہ کرنا ہو تو اس کے لئے دوسرے غیر معمولی اخراجات اٹھتے ہیں جن کی وجہ سے ایسے خطبوں کو مواصلاتی سیاروں کے ذریعے تمام دنیا میں پیش کرنا ممکن نہیں رہتا۔ مگر اس موقعہ پر جماعت احمدیہ ناروے نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جس طرح جرمنی کی جماعت والے ہمارے بھائی ایک بہت اعلیٰ مثال قائم کر چکے ہیں ہم بھی اسکی پیروی میں اپنی اس تقریب کو مواصلاتی ذریعہ سے ساری دنیا میں دکھانا چاہتے ہیں۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ اب میں آپ سب کے سامنے حاضر ہوں۔

پیچھے دو خطبوں کا جو انقطاع رہا ہے ان میں سے ایک خطبے کے موقعہ پر پُرانا خطبہ جو ہالینڈ میں دیا گیا تھا دکھایا گیا اور اسی موقعہ پر سابق امیر صاحب ناروے کی نماز جنازہ بھی ہوئی تھی تو جس وقت وہ عالمی مواصلاتی نظام کے ذریعہ دکھایا جارہا تھا۔ اس وقت میں ناروے ہی میں موجود تھا اور وہیں خطبہ دے رہا تھا تو اس طرح امیر صاحب ناروے کی نمازِ جنازہ عملاً ایسے وقت میں ہوئی جب میں ناروے ہی میں موجود تھا

آج صرف جماعت احمدیہ ناروے کی ہی مختلف تقریبات کا آغاز نہیں ہو رہا بلکہ دنیا بھر میں بعض دوسرے ممالک میں بھی بہت سی تقریبات کا آغاز ہو رہا ہے۔ ناروے میں تو تینوں ذیلی مجالس کے اجتماعات ہیں جو آج اور کل سے شروع ہوں گے۔ اور ساتھ ہی گوئٹے مالا کی مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے بھی درخواست ملی ہے کہ ان کا اجتماع جو ہفتے کو شروع ہو رہا ہے، اسے بھی آج کے خطبے کے موضوع میں شامل کیا جائے اور ان کے نام بھی پیغام ہو۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ جرمنی کا پندرہواں سالانہ اجتماع کل بروز ہفتہ جرمنی میں شروع ہو رہا ہے اور ان کی صدر صاحبہ نے بھی اسی خواہش کا اظہار فرمایا ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کینیڈا کا سترہواں جلسہ سالانہ آج ۲ر جولائی کو جمعہ کے روز شروع ہو رہا ہے۔ اور ان کے لئے یہ ممکن ہے کہ اس خطبے کی ریکارڈنگ کر کے اسے اپنے افتتاحی اجلاس کی افتتاحی تقریر کے طور پر پیش کریں اس لئے انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کینیڈا کو خصوصیت سے پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے خطبے میں کچھ نصیحتیں کروں کیونکہ اس طرح ان کے افتتاحی اجلاس میں میری شمولیت ہو جائیگی۔

مختلف ممالک کی مختلف تنظیمات کا ذکر ہے مگر یہ سارے ممالک عملاً مغربی دنیا کے دائرے میں ہیں اور ان کے دینی اور تربیتی مسائل کم و بیش ایک سے ہی ہیں۔ اگرچہ مختلف ممالک کے اپنے بھی خصوصی مسائل ہوا کرتے ہیں لیکن بالعموم جسے مغربی دنیا کہتے ہیں ان کا جہاں تک اسلام کے ساتھ تقابل کا سوال ہے، اس تقابل میں جو مسائل ہمارے سامنے ہیں وہ کم و بیش ایک سے ہی ہیں۔ اس لئے ان سب کو ملحوظ رکھتے ہوئے

میں چند نصیحتیں آپ کی خدمت میں کرتا ہوں

تاکہ ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ ان ممالک میں رہتے ہوئے اسلام کی بہترین خدمت کر سکیں۔ اور اسلام پر اثر انداز ہونے والی مخالفانہ طاقتوں کا بہترین دفاع کر سکیں۔ یہ جملہ جو میں نے کہا ہے، مجھے ڈر ہے کہ ان ممالک میں رہنے والے احمدی بچے جنہوں نے یہاں پرورش پائی ہے ان کی اردو اتنی کمزور ہے کہ شاید وہ اس جملے کو سمجھ نہ سکیں۔ اور آج یہی پہلی بات ہے جو میں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ بسا اوقات مجھے احمدی بچوں اور نوجوانوں کے خطوط ملتے ہیں کہ عالمی مواصلاتی سیارے کے ذریعے جو ہمارے رابطے ہوئے ہیں، خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے ہم میں نئی زندگی پیدا ہو رہی ہے نیا ولولہ پیدا ہو رہا ہے اور نیکی کا رجحان بڑھ رہا ہے لیکن آپ کی اردو بہت مشکل ہے اور بہت زور لگا کر توجہ سے سننا پڑتا ہے پھر بھی بہت سی باتیں ہیں جو سمجھ نہیں آتیں جو بعد میں ہمیں اپنے ماں باپ یا دوسرے عزیزوں سے سمجھنی پڑتی ہیں۔ تو جہاں تک اردو کا تعلق ہے، بول چال کی جو اردو ہوا کرتی ہے وہی میری اردو ہے۔ اس میں بعض دفعہ مشکل مطالب کو بیان کرنے میں مجھے جب دقت پیش آتی ہے تو جو لفظ سامنے آئیں اُنہی کو استعمال کرنا پڑتا ہے۔ تحریر کے وقت تو الفاظ موجود ہوا کرتے ہیں کہ آدمی اپنی مرضی سے انتخاب کر لے، ایک مضمون کو بیان کرنے کیلئے

بہت سے امکانات ہوتے ہیں، ان امکانات کے ساتھ ساتھ مختلف الفاظ وابستہ ہوتے ہیں ان باتوں کو بیان کرنے کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں اور تحریر کے وقت انسان ٹھہر ٹھہر کر، سوچ سوچ کر ایک بات تحریر میں لاتا ہے اور اس کے لئے موقعہ ہے کہ جس لفظ کو چاہے منتخب کرے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔ مگر خطبے اور تقریر کے دوران ایسا ممکن نہیں ہے۔ خصوصاً ایسے مقرر کے لئے جس نے بار بار لوگوں کو مخاطب کرنا ہو اور جس کے لئے اتنا وقت بھی نہ ہو کہ وہ نوٹس بھی لکھ سکے، زیادہ سے زیادہ حوالے اکٹھے کر کے میں ان کو ترتیب دے دیتا ہوں۔ ورنہ جو مضامین بیان کئے جاتے ہیں وہ وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود ذہن میں کھلتے ہیں اور ایسے موقعہ پر پہلے سے سوچی سمجھی تدبیر کے ذریعے لفظوں کا انتخاب کرنا تو کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے۔ دوسرے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ عام بول چال کی اردو ہے اور اگر اس میں کچھ مشکل الفاظ بھی آ جاتے ہیں تو احمدی بچوں کو سمجھنے چاہئیں۔ خصوصیت سے ان احمدی بچوں کو وہ الفاظ سمجھنے چاہئیں جن کا تعلق اردو بولنے والے ممالک سے ہے۔ اسی ضمن میں میں خصوصیت سے آپ کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ مذہبی زبانوں میں، یعنی وہ زبانیں جو مذہبی مقاصد کے لئے استعمال ہوئی ہیں اور کم و بیش سبھی زبانیں مذہبی مقاصد کے لئے استعمال ہوئی ہیں لیکن وہ جو غیر معمولی طور پر نمایاں حیثیت اختیار کر گئی ہیں ان میں

سب سے اونچا مقام عربی کا ہے

عربی کو ایسا بلند و بالا مقام حاصل ہے کہ اس کے مقابل پر کسی دوسری زبان کی وہ حیثیت نہیں۔ لیکن خوش نصیبی سے عربی کا ہر زبان سے ایک تعلق بھی ہے اور وہ تعلق ماں اور بچوں کا تعلق ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف، ایک غیر معمولی اہمیت کی حامل تصنیف "منن الرحمٰن" میں الہامات کی روشنی میں جو مضمون بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے اور یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ عربی زبان الہامی زبان ہے کیونکہ جانور کو ترقی کرتے ہوئے از خود زبان نہیں آ سکتی تھی، زبان کا مضمون ایسا ہے جو الہامی ہے۔ پہلی زبان لازماً انسان کو الہام ہوئی ہے اور الہام کے ذریعے اس نے بولنا چالنا سیکھا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم کا جو تذکرہ قرآن کریم میں ملتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو یہ بیان ہوا ہے کہ ہم نے اسے تمام "اسماء" سکھائے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد زبان ہے یعنی مختلف چیزوں کے نام کیا ہیں اور ناموں کے ذریعے ان کی تشخیص کی جاتی اور ان کے وجود کو ایک تشخص دیا جاتا ہے ایک علیحدہ حیثیت عطا کی جاتی ہے۔ یہ مضمون بہت وسیع ہے۔ اس کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن مختصراً یہ بتاتا ہوں کہ قرآن کریم سے تو بالکل واضح طور پر یہ اعلان فرمایا ہے کہ انسان کو زبان ہم نے سکھائی ہے۔ ورنہ جو جانوروں کو وہ زبان نہیں سکھائی گئی جس میں ایسی وسعت ہے جیسی انسانی زبان میں ہے وہ از خود کچھ بھی نہیں سیکھ سکے بلکہ سائنسدانوں نے جو تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ تمام جانوروں کی زبانیں دراصل کمپیوٹر کے طور پر ان کے ذہنوں میں منقوش ہیں، راسخ ہو چکی ہیں، ٹھہر چکی ہیں اور وہ زبانیں ایسی ہیں جن میں وہ مزید ترقی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ از خود نہیں سیکھی گئیں۔ نہ سیکھ سکتے تھے۔ کوے کی جو زبان کروڑوں سال سے چلی آ رہی ہے۔ وہی زبان آج ہے۔ ناروے میں بھی کوا وہی زبان بولتا ہے جو پاکستان میں بولتا ہے یا افریقہ کے کسی ملک میں بولتا ہے یا امریکہ کے کسی ملک میں بولتا ہے اور وہی زبان کوے کی ہے جو عالمی زبان ہے یعنی کوے کی اپنی ایک زبان ہے جو عالمی زبان ہے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ نہ وقت سے تبدیلی واقع ہوتی ہے نہ جگہ سے تبدیلی واقع ہوتی ہے اور جتنے پرندے چہچہاتے ہیں ان کی زبانیں خواہ آپ یونائیٹڈ سٹیٹس میں ریکارڈ کریں یا ناروے میں ریکارڈ کریں یا دوسری جگہ جا کے ریکارڈ کریں یا کسی اور ملک میں، ایک ہی زبان ہوگی، ان کی ایک ہی طرز ہے، اور زبان ہے ضرور، کیونکہ ان کے خاص وقت کی چیخیں اس وقت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں مثلاً کسی جانور کے منہ سے خوشی کے وقت جو بے اختیار آواز نکلتی ہے وہ غم کے وقت کی آواز سے مختلف ہے، فکر اور درد کی آواز سے مختلف ہے اور خوف کی آواز سے مختلف ہے چنانچہ سائنسدانوں نے اس مضمون پر تحقیق کے بعد بعض فائدہ مند چیزیں بھی دریافت کی ہیں مثلاً بعض ہوائی اڈوں پر یہ مشکل درپیش تھی کہ وہاں سیگلز بڑی کثرت سے آ کے بیٹھتی تھیں اور ہوائی جہاز کے شور سے جب وہ اڑتی تھیں تو بعض دفعہ بہت بڑے بڑے حادثے ہو گئے۔ کیونکہ بڑی تعداد میں جب انجن سے ٹکراتی تھیں تو خود بھی پارہ پارہ ہوتی تھیں اور انجن کو بھی نقصان پہنچاتی تھیں تو پھر انہوں نے سیگلز کی وہ آواز معلوم کی جو وہ خوف کی حالت میں نکالتی ہے اور اس آواز کو ریکارڈ کیا اور پھر لاؤڈ سپیکر، پبلک ایڈریس سسٹم کے ذریعے بہت وسیع پیمانے پر ان ایئر پورٹس پر اس آواز کے ریکارڈ کو بار بار چلایا گیا اور جب وہ ریکارڈ چلایا جاتا تھا تو بے اختیار خوف سے چیخیں مارتی ہوئی سیگلز وہاں سے اڑ کے چلی جایا کرتی تھیں یہاں تک کہ ان کے لئے اس جگہ پر بیٹھنا ممکن نہ رہا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سب زبانیں خدا نے ہی سکھائی ہیں بعض زبانیں کمپیوٹر کی طرح دماغ میں داخل کر کے نقش کر دی گئی ہیں۔ ان میں ترقی کی بھی کوئی گنجائش نہیں اور تبدیلی کی بھی کوئی گنجائش نہیں۔ جب سے کسی جانور کی تخلیق ہوئی ہے اسی وقت سے وہ وہی زبان استعمال کر رہا ہے اور ہر خطہ ارض میں وہی زبان بولتا ہے۔ لیکن کچھ زبانیں ہیں جو انسان کو عطا ہوئی ہیں۔ ان زبانوں کا ہم جمع کی صورت میں ذکر کرتے ہیں "زبانیں" لیکن قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ایک زبان ہی خدا نے سکھائی تھی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن اور الہامات کی روشنی میں جو مضمون "منن الرحمٰن" میں بیان فرمایا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ

وہ پہلی زبان جو انسان کو سکھائی گئی وہ عربی تھی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ○ (الرحمٰن آیات ۲ تا ۵) خدا ہی وہ رحمٰن خدا ہے جس نے قرآن سکھایا، خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ۔ اس نے انسان کو پیدا فرمایا اور پھر اسے بیان سکھایا۔ بیان کے اور معانی بھی ہیں لیکن پہلا معنی قوت بیانیہ ہے۔ اسے اپنے عندیہ کو اپنے مضمون کو دوسرے تک پہنچانے کی قدرت عطا فرمائی اور اس قدرت کو ایسا عام فرما دیا کہ ہر انسان میں یہ قدرت ہے کہ اپنے ما فی الضمیر کو بیان کر سکے اور دوسرے کے بیان کو سنے اور سمجھ سکے۔ اس کا تعلق قرآن کریم سے ہے اور اتنا گہرا تعلق ہے کہ قرآن کریم نے پہلے قرآن کا ذکر فرمایا ہے پھر انسان کی تخلیق کا پھر انسان کے بیان کا جس کا مطلب یہ ہے کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا سب سے عظیم الشان جلوہ جو ظاہر ہوا ہے وہ قرآن کریم ہے۔ اس جلوے کے تابع دوسرے جلوے ہیں اور اس میں انسان کی تخلیق کا ایک جلوہ ہے اور انسان کی تخلیق کے جلوے کو پہلے جلوے سے ملانے کے لئے جو پل بنایا گیا ہے اس کا نام بیان ہے اس نے انسان کو بیان سکھا دیا تاکہ وہ قرآن کو سمجھ سکے اور وہ بیان عربی بیان تھا کیونکہ قرآن عربی میں نازل ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے وہ بارہ اصول بیان فرمائے جن کی روشنی میں تمام زبانوں کا عربی سے تعلق ثابت کیا جا سکتا ہے اور حضرت شیخ محمد احمد صاحب مرحوم و مغفور نے اس پر بڑی محنت کی انہوں نے چالیس سے زائد زبانوں کو عربی سے ملا کر دکھا دیا کہ اس طرح ان زبانوں کا تعلق عربی سے ثابت ہوتا ہے ان کا بہت سا عالمانہ کام ہے جو جماعت کے پاس اس وقت امانت پڑا ہوا ہے۔ انشاء اللہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ رفتہ رفتہ وہ تمام عالمانہ جواہر پارے دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں لیکن میں جو مضمون بیان کرنا چاہتا ہوں واپس اس کی طرف لوٹتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ عربی الہامی زبان ہے، خدا نے الہام فرمائی ہے۔ اور

تمام دوسری زبانیں اس زبان سے نکلی ہیں۔

اور رفتہ رفتہ ان کا انتشار ہوا ہے۔ آدم سے یعنی وہ آدم جس کو خدا تعالیٰ نے پہلے زبان سکھائی، اُس آدم کے بعد سے مختلف جگہوں پہ جہاں جہاں آدم کی اولاد پھیلی ہے وہاں یہ زبانیں پہنچیں اور مختلف اثرات کے تابع ان میں کچھ کمی ہوئی کچھ زیادتی ہوئی کچھ تبدیلیاں واقع ہوئیں یہاں تک کہ وہ پہچانی بھی نہیں جاتیں۔ اب یہ بات کہ اتنا فرق پڑ جائے کہ ایک ہی زبان سے نکلی ہوئی زبانیں ہوں اور آپس میں اتنی مختلف ہو جائیں کہ یقین نہ آئے کہ یہ اُسی آدم کی اولاد ہیں اس کا انسانوں کی ظاہری شباہت سے بھی ایک تعلق ہے۔ افریقہ کا انسان بھی بالآخر اسی آدم کی اولاد ہے جس آدم کی اولاد ناروے کے باشندے ہیں۔ ناروے کے باشندے بھی بالآخر اسی آدم کی اولاد ہیں جس آدم کی اولاد ہندوستان کے بسنے والے ہیں یا چین میں رہنے والی قومیں ہیں یا تبتی قومیں ہیں غرضیکہ مختلف قوموں پر نظر ڈال کے دیکھیں ان کے رہن سہن ان کی بود وباش تو مختلف ہیں ہی ان کی شکل وشباہت اور بیرونی بنیادی نقوش بھی اتنے مختلف ہیں کہ بظاہر یقین نہیں آتا کہ ان کا سلسلہ بالآخر ایک آدم تک پہنچ سکتا ہے لیکن بہر صورت دنیا کی معلومات یہاں تک ہی ہیں کہ جب بھی زندگی نے ترقی کرتے ہوئے ابتدائی انسانیت کا روپ دھارا ہے۔ اس وقت ایک ہی ماں باپ تھے جن سے یہ سب کچھ پیدا ہوا ہے، اور پھر بعد میں تبدیلیاں شروع ہوئی ہیں اور وقت نے مختلف موسموں، مختلف حالات، اقتصادی اور دوسرے سب حالات نے مل کر تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کی ہیں جس کے نتیجے میں انسان کی شکل بھی دوسرے انسانوں سے بدلنی شروع ہوگئی اور مختلف ہونے لگ گئی پس زبانوں کا آپس میں اتنا فرق ہو جانا کوئی غیر طبعی یا غیر معقول بات نہیں لیکن علمی لحاظ سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک بہت بڑے احمدی عالم اور فلسفی مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کردہ خطوط پر بہت سی زبانوں کو عربی سے نکلا ہوا ثابت کر دکھایا ہے تو عربی زبان کو اولیت حاصل ہے اور یہ اولیت کوئی دنیا کی طاقت اس زبان سے چھین نہیں سکتی۔ عربوں کے حالات خواہ کیسے بھی بگڑ جائیں مگر چونکہ قرآن عربی زبان میں ہے اس لئے دنیا کا کوئی انسان عربی زبان کی اولیت کو عربی سے چھین نہیں سکتا۔ اس کی یہ فوقیت اس کی یہ برتری بہر حال اس زبان میں باقی رہے گی اور جوں جوں اسلام پھیلے گا عربی دانی کی مزید ضرورت پیش آتی چلی جائیگی جہاں جہاں احمدیت اسلام کا پیغام لے کر پہنچے گی وہاں قرآن سکھانے کا انتظام بھی ہوگا اور ابتداءً تھوڑی عربی سے گزارہ چلے گا لیکن بالآخر یہ ہو کر رہے گا کہ عربی دنیا کی سب سے بڑی، سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان بن کر رہے گی۔ پس

مذہبی زبانوں میں اوّلیت عربی کو ہے

اور اسکی طرف ہمیں مزید توجہ کرنی چاہیئے اس کی طرف توجہ کے لئے سکولنگ (SCHOOLING) کی بڑی ضرورت ہے۔ اب میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید کی زبان سمجھتا ہوں۔ یعنی جس حد تک ایک انسان کو خدا کی طرف سے توفیق ملتی ہے وہ سمجھ سکتا ہے، احادیث کی زبان سمجھتا ہوں، اگر فصیح عربی بولی جائے تو سمجھ لیتا ہوں لیکن بولنے کا محاورہ اس لئے نہیں کہ میری SCHOOLING بہت ناقص تھی جس زمانے میں ہم قادیان میں پڑھا کرتے تھے وہ بدقسمتی سے تعلیمی لحاظ سے ایک ایسا دور تھا جبکہ سکول اپنے گراف میں سب سے نچلے حصے کو چھو رہا تھا اور عربی تعلیم بالکل واجبی سی تھی گرامر سکھا دی جاتی تھی اور لکھی ہوئی عربی سمجھانے پر ہی اکتفا کی جاتی تھی یعنی اسی کو کافی سمجھا جاتا تھا لیکن بول چال سکھانے کا کوئی انتظام نہیں تھا یہاں تک کہ جب ہم جامعہ میں گئے تو وہاں بھی کوئی ایسا انتظام نہیں تھا جس سے عربی بول چال کا محاورہ پیدا ہو پس اگر ایک لمبے عرصے تک یعنی پختگی کی عمر تک کسی زبان میں بول چال کا محاورہ پیدا نہ ہو تو ایک ایسی جھجک بیٹھ جاتی ہے کہ اس کے بعد سیکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ میرے لئے مشکل تو نہیں لیکن اب وقت کی مشکل ہے اور جتنا وقت اور توجہ زبان سیکھنے کے لئے درکار ہے اب وہ حاصل نہیں ہے۔ اس لئے میں افسوس کرتا ہوں کہ کیوں بچپن کے زمانے میں مجھے کسی نے ایسی پاکیزہ اور اعلیٰ زبان جو الہامی زبان ہے اس حد تک نہ سکھائی کہ میں بے تکلفی سے اپنے مافی الضمیر کو اس میں ادا کر سکوں لیکن جو آپ کے بچے ہیں، آپ کی چھوٹی نسلیں ہیں ان کی صلاحیتوں کو اب ضائع نہ ہونے دیں ان سے بھرپور استفادہ کی کوشش کریں کیونکہ چھوٹے بچے خدا تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی کوشش کے، بغیر ذہن پر بوجھ ڈالے بیک وقت پانچ چھ زبانیں سیکھ سکتے ہیں اور بعض ماں باپ کو یہ وہم ہے کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ زبانیں سکھانا بچوں پر ظلم اور زیادتی ہے وہ نہیں سیکھ سکیں گے۔ سائنسدانوں نے اس موضوع پر جو تحقیقات کی ہیں وہ اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی ذہن بچپن میں اتنی بڑی صلاحیت رکھتا ہے کہ اسے بیک وقت چھ یا اس سے بھی زائد زبانیں سکھائی جائیں تو بغیر بوجھ ڈالے فرفر وہ اپنی مادری زبان کی طرح ان زبانوں کو بول سکتا ہے پس پہلی نصیحت تو مغربی دنیا میں بسنے والے احمدیوں کو خصوصاً اور باقی احمدیوں کو بھی یہی ہے کہ عربی زبان کی طرف توجہ کریں اور مغربی دنیا میں یہ سہولتیں موجود ہیں کہ ان کا نظام تعلیم چونکہ بہت ترقی یافتہ ہے اس لئے کم وبیش ہر ملک میں عربی زبان سکھانے کا انتظام ضرور موجود ہوگا۔ اگر نہیں تو پھر کیسٹس کے ذریعے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کیسٹس کی بھی ضرورت نہیں ہر ایسا ملک جو مغربی دائرے میں ہے وہاں کثرت کے ساتھ عرب آباد ہو چکے ہیں اور شاید ہی کوئی ایسا ملک ہوگا جہاں جماعت احمدیہ قائم ہے اور کوئی عرب احمدی وہاں نہ ہو یا عربوں میں سے احمدیوں کے اتنے دوست نہ ہوں کہ جو دن بدن جماعت میں زیادہ دلچسپی نہ لے رہے ہوں اور اس بات کے لئے تیار نہ ہوں کہ وہ زبان سکھانے میں جماعت کی تنظیموں کی مدد کریں۔ پس

ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہیئے

جس میں لجنہ بھی شامل ہو۔ انصار اللہ بھی شامل ہو۔ خدام الاحمدیہ بھی شامل ہو اور وہ اپنی چھوٹی نسلوں کی زبانوں کی تربیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں۔ اور اس میں اوّلیت عربی کو ہو۔ کیونکہ عربی زبان کے سمجھے بغیر قرآن کریم کا ابتدائی فہم بھی ممکن نہیں ہے بول چال بھی سکھانی ضروری ہے کیونکہ اگر آپ اپنے مافی الضمیر کو عربی زبان میں بیان نہیں کر سکیں گے تو عرب لوگوں کی احمدیت کی طرف توجہ نہیں ہو گی۔ اگر ہم عربی بول چال سیکھیں تو یہ الگ فائدہ ہے جو اس سے ہمیں حاصل ہو گا۔ لیکن میرا اوّل زور اس بات پر ہے کہ ہر احمدی بچے میں عربی زبان کو اس طرح سمجھنے کی توفیق ہونی چاہیئے کہ جب وہ قرآن مجید پڑھے تو ترجمہ کر کے نہ سوچے کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں بلکہ قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مضمون خود بخود اس کے ذہن میں داخل ہوں اور دل پر کارفرما ہوں، دل پر اثر انداز ہو رہے ہوں۔ اس پہلو سے ہمیں تدریجی پروگرام بنانے ہوں گے۔ مثلاً میں نے ایک دفعہ یہ مشورہ دیا تھا کہ قرآن کریم کی وہ آیات جن کی عموماً جماعت احمدیہ میں تلاوت کی جاتی ہے مثلاً بہت سی ایسی چھوٹی سورتیں ہیں یا منتخبہ آیات ہیں جن کی میں اپنی نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں۔ ان کو اگر پہلی منزل بنا لیا جائے اور سب تنظیمیں کوشش کریں کہ ان کے حوالے سے عربی زبان سکھائی جائے اور ان کا ترجمہ سکھایا جائے اور ترجمہ سکھاتے ہوئے کچھ گرامر بھی بتا دی جائے اور عربی کا تعارف بھی اس طرح کروایا جائے کہ بار بار ان آیات کے حوالے سے عربی کی طرف منتقل ہوں اور عربی کے حوالے سے ان آیات کی طرف منتقل ہوں۔ تو اس سے ایک فائدہ یہ بھی پہنچے گا کہ جب

بھی وہ ان آیات کی تین نمازوں میں تلاوت سنیں گے یا جتنی توفیق ہے اتنی قرأت والی نمازوں میں شامل ہو کر قرأت سنیں گے تو ان کے دل پر براہ راست اثر پڑے گا کیونکہ قرآن کریم کی آیات میں ایک عظیم خوبی یہ ہے اگر آپ روزانہ بھی وہی آیات تلاوت کرتے چلے جائیں تو جب بھی دل ڈال کے انہیں سنیں گے آپ کے دلوں پر نیا اثر پڑے گا۔ اگر سرسری طور پر ان کو سن کر آگے گذر جائیں گے تو خواہ آپ کو ترجمہ آتا بھی ہو آپ کے دل پر کچھ بھی اثر نہیں پڑے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ترجمہ آتا ہو اور توجہ سے سنیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت چاہے لاکھ دفعہ پڑھی جائے لاکھ دفعہ اپنا اثر پیدا نہ کرے۔ یہ کلام کی زندگی کی نشانی ہے۔ جو کلام زندہ ہو اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ اس کو بار بار سننے کے باوجود اس میں دلچسپی زندہ رہتی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض عبارتیں ایسی ہیں جن کو سینکڑوں مرتبہ احمدی مقررین نے اپنی تقریروں میں استعمال کیا ہے اور سینکڑوں مرتبہ سننے والوں نے ان کو سنا اور ہر دفعہ ان کو نئی لذت محسوس ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں بالعموم زندگی کا یہ ایک خاصیت ہے جیسے جو لوگ جانتے ہیں وہ گواہی دیں گے کہ وہ کلام اپنی زندگی کے اعتبار سے دوسرے کلام سے الگ پہچانا جاتا ہے۔ وہ کبھی مر نہیں سکتا۔ اتنا نمایاں فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو خلفاء کے کلام پر بھی ایک نمایاں شان اور نمایاں برتری حاصل ہے اور ممکن ہی نہیں ہے کہ ویسا کلام کوئی اور انسان اپنی طرف سے بنا سکے۔ باوجود اس کے کہ وہ الہامی کلام نہیں، لیکن وہ شخص جس کی زندگی الہام کی روشنی میں پل رہی ہو جس کا تمام تر سفر الہام کی روشنی میں ہو اس کی زبان پر لازماً الہام کا اثر پڑتا ہے اور اس کی روشنی سے اس کی زبان کو ایک زندگی ملتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اور آپ کے کلام کی جو زندگی ہے اس کا براہ راست الہام سے تعلق ہے اور عربی زبان تو سکھائی ہی الہام کے ذریعہ گئی ہے اور قرآن کریم تو سراسر سرتا پا الہامی زبان ہے اس لئے قرآن کریم کے متعلق اگر ہمیں کہیں یہ احساس ہو کہ سننے سے مزہ نہیں آیا یا طبیعت میں وہ ولولہ پیدا نہیں ہوا جو ہونا چاہیئے تو قصور آپ کا ہوگا۔ اپنی بیماری تلاش کریں۔ اپنے اندر کمزوری ڈھونڈیں جس کی وجہ سے آپ پر اثر نہیں پڑا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ

قرآن کریم کا کلام مسلسل اوّل سے آخر تک ایک زندہ کلام ہے

جو کبھی بھی مر نہیں سکتا اور ہمیشہ زندگی بخشتا ہے۔ پس جو بھی پروگرام بنائیں یا جیسا کہ میں نے مشورہ دیا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روزمرہ جو جو آیات جماعت میں تلاوت کی جاتی ہیں، جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وقت سے بالخصوص مشہور عام چلی آرہی ہیں اور جماعت نے آپ ہی کی تلاوت سے رنگ، پکڑ کر ان آیات یا ان سورتوں کو اپنی نمازوں میں استعمال کرنا شروع کیا ہے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے بچوں کی عربی تعلیم شروع کریں، اور اس کے علاوہ بھی اگر باقاعدہ استاد رکھ کر ممکن ہو یعنی جماعتی انتظام میں استاد رکھے جائیں۔ تو بچوں کو عربی باقاعدگی سے پڑھائی جائے لکھنی پڑھنی بھی سکھائی جائے اور بولنی اور عام روزمرہ کے محاورہ میں ان کو شناسائی کروائی جائے۔ ان کی واقفیت کروائی جائے، پھر جس میں صلاحیت ہو گی وہ ترقی کر جائے گا۔ لیکن اوّل مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ بالآخر قرآن کریم باترجمہ سب کو آجائے۔ یہ جو پروگرام ہے یہ ایک سال، یا دو سال، یا چند سال کا نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی کے دماغ میں یہ وہم ہو کہ ایک قائد اپنے زمانہ قیادت میں جو ۲ یا ۳ سال کا ہو اس میں اس کام کو پورا کر سکتا ہے تو یہ بالکل ممکن نہیں ہے۔ یہ ایسا کام ہے جیسے ایک قیادت کے بعد دوسری قیادت کو سنبھالنا ہوگا اس کے بعد تیسری قیادت کو سنبھالنا ہوگا۔ ایک نسل کی ساری زندگی اس کام پر لگ جائے تب بھی اتنے بڑے خلا باقی رہ جائیں گے کہ اگلی نسل کو پھر اس کام کو جاری رکھنا پڑے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر دیانتداری سے جائزہ لیا جائے تو یہ کام تقریباً ایک سو سال تک پھیلا ہوا ہے۔ جس کا آغاز ہمیں کرنا ہوگا اور منصوبہ بندی کے تحت باقاعدگی سے اس کا آغاز کرنا ہوگا تاکہ اس کے انجام کی برکتوں میں ہم بھی حصہ دار ہو جائیں۔ اگر ہم سلیقے سے اس کام کو شروع کر دیں گے تو مجھے یقین ہے کہ اس کے انجام میں جو عظیم الشان نتائج ظاہر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے ثواب میں ہمیں بھی شامل فرمائے گا۔ پس عربی زبان سے متعلق تفصیلی منصوبے تمام ذیلی مجالس اپنے اپنے ہاں بنائیں اور ان منصوبوں کو بنانے کے بعد مجھے یہ اطلاع دیں کہ ہم نے یہ منصوبے بنا بھی لئے ہیں اور اس حد تک جاری بھی کر دیئے ہیں پھر حسب توفیق اس کام کو بڑھاتے چلے جائیں۔ کسی منزل پر چھوڑنا نہیں۔ یہاں تک کہ جماعت میں عربی سے محبت ایک عام رواج پا جائے اور عربی سے تعلق اتنا گہرا ہو جائے کہ ہمارے گھروں میں روزمرہ عربی بول چال والے بچے پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔ پھر اگلی نسل میں اس مضمون کو اور آگے بڑھایا جائے۔ اس سے ایک بہت بڑا خلا جو میں اس وقت جماعت میں محسوس کر رہا ہوں وہ پُر ہو جائیگا۔

میری دوسری نصیحت یہ ہے کہ

آپ اُردو کی طرف بھی توجہ کریں۔

اُردو کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ یہ پاکستان کی زبان ہے یا ہندوستان کی زبان ہے یہ درست نہیں ہے۔ اسلام کی دو ہی نشأتیں ہیں ایک اوّل نشأۃ اور ایک دوسری نشأۃ جسے آخرین کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ آخرین کے زمانے کے لئے عربی زبان کے مضامین کو ترویج دینے اور قرآن کریم اور سنّت کے مفاہیم کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اردو زبان کا بکثرت استعمال فرمایا ہے۔ جہاں تک میں نے نظر ڈال کر دیکھا ہے ایسی مذہبی کتابیں جو الہامی کہلاتی ہیں ان میں واقعۃً الہامی الفاظ بہت تھوڑے ہیں، اور بڑا حصہ تاریخ دانی کا ہے۔ مضمون نگاروں نے یہ بیان کیا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہاں سے وہاں گئے۔ وہاں سے وہاں گئے۔ یہ کام کیا۔ وہ کام کیا لیکن الہاماً لفظاً لفظاً وہ عبارتیں بیان کرنے والوں پر نازل نہیں ہوئی تھیں۔ انجیل میں یا اناجیل میں جو حصہ واقعۃً الہامی ہے وہ بہت تھوڑا سا ہے اسی طرح OLD TESTAMENT کا آپ مطالعہ کر کے دیکھ لیں وہاں آپ کو الہامی حصے بہت تھوڑے دکھائی دیں گے۔ اسی طرح آپ ژند آوستا کا مطالعہ کر لیں اور گیتا کا مطالعہ کر لیں اور وید کا مطالعہ کر لیں۔ امر واقعہ یہی ہے کہ تمام مذہبی کتابوں میں اکثر الفاظ اور اکثر محاورے انسانوں ہی کے بنائے ہوئے ہیں۔ البتہ مضمون اپنی ذات میں مقدس ہے۔ بزرگ لوگوں کی روایات اور حکایتیں اکٹھی کی گئی ہیں اور اس میں الہامات بھی جڑے گئے ہیں۔ واضح طور پر قطعی طور پر ان الہامات کی زبان پہچانی جاتی ہے کہ یہاں خدا بولا ہے اور خدا کا کلام ہے جسے محفوظ کر لیا گیا ہے پس اگر زبان کے لحاظ سے الہامی زبان کے حصے کو الگ کیا جائے۔ یعنی الہاموں کو صرف اکٹھا کر لیا جائے اور باقی کتابوں کو چھوڑ دیا جائے تو مذاہب کی جو باقی کتابیں ہیں وہ سکڑ کر کچھ بھی نہیں رہیں گی۔ میں نے اس پہلو سے جائزہ لے کر دیکھا ہے کہ

عربی کے بعد خدا سب سے زیادہ اُردو زبان میں ہم کلام ہوا ہے

کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی پہلے نمبر پر عربی میں اور پھر اُردو میں الہامات ہوئے ہیں اور اُردو الہامات کی بھاری تعداد ہے۔ پس حضرت مصلح موعودؓ نے اسی وجہ سے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ یہ زبان ہی اب کبھی نہیں مرے گی اور احمدیت کی اشاعت کے ساتھ لازم ہے کہ یہ زبان پھیلتی چلی جائے کیونکہ الہامات کے علاوہ حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی اکثریت اردو میں ہے۔ اور اگرچہ کلیتہً قرآن اور سنت اور حدیث پر مبنی مضامین بیان ہوئے ہیں اور آپ نے ایک شوشہ بھی اپنی طرف سے زائد نہ کیا لیکن جس زبان میں ان مضامین کو استعمال فرمایا ہے وہ اُردو زبان ہے۔ پس عربی کے بعد ہمیں سب سے زیادہ اہمیت اُردو کو دینی چاہیئے۔ اور پھر تیسرے نمبر پر ہر ملک کی مقامی زبان ہے۔ اس پہلو سے میں پہلے بھی جماعت کو نصیحت کرتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے بچوں کو اردو بھی سکھائیں اور مقامی زبانیں بھی ضرور سکھائیں اور جہاں تک ان دونوں کے مقابلے اور موازنے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں مَیں پہلے مضمون کو کھول کر واضح کر چکا ہوں لیکن چونکہ اب دوبارہ اس مضمون پر بات شروع ہے۔ اس لئے اس خیال سے کہ کسی ذہن میں کوئی غلط فہمی نہ رہ جائے میں ایک دفعہ پھر اس مضمون کو مزید وضاحت سے بیان کردوں گا۔ مقامی زبان کا اپنا ایک حق ہے اور اس کی ایک اوّلیت ہے۔ اور جس ملک میں بھی احمدیت پھیلتی ہے اسے مقامی زبان ہی میں پھیلنا ہو گا اس پہلو سے

تمام احمدی بچوں کا فرض ہے کہ وہ مقامی زبان سیکھیں

اپنی زبان کی طرح اسے اپنائیں، اپنی مادری زبان کی طرح بولنا سیکھیں۔ سمجھنا سیکھیں۔ لکھنا سیکھیں کیونکہ جس ملک میں جو زبان بولی جاتی ہے جب تک اُسے ذریعہ نہ بنایا جائے وہ ملک کوئی پیغام قبول نہیں کیا کرتا عربی ام الالسنہ ہے، اس لحاظ سے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ عربی زبان ام الألسنہ ہونے کے باوجود باقی ممالک میں نہیں سمجھی جاتی تو عربی کو اختیار کرنے کا کیا فائدہ ؟ امر واقعہ یہ ہے کہ عربی سے الفاظ نکل کر باقی زبانوں میں رائج ہو گئے ہیں۔ اس لئے اس کا مطلب صرف اتنا بنتا ہے کہ اگر کسی ایک زبان کو دنیا کی زبان بننے کا حق ہے تو وہ عربی ہے لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہر جگہ جا کر یہ کہہ کر عربی بولنا شروع کر دیں کہ یہ الہامی زبان ہے ہم نے ضرور تمہیں عربی میں ہی تعلیم دینی ہے اور جن لوگوں کو عربی سمجھ نہیں آرہی ان پر اسلام ٹھونسنے کی کوشش کریں تو آپ کی ساری کوششیں بیکار جائیں گی کچھ سمجھ نہیں آئے گی وہی حال ہو جائے گا کہ " آب آب کر مویا بچہ فارسیاں کر گلّے " پنجابی میں مشہور ہے کہ کسی کا ایک بچہ بیچارہ ایران چلا گیا تھا وہاں سے فارسی سیکھ کے آگیا اور ماں غریب پنجابن تھی اس کو فارسی کا ایک لفظ نہیں آتا تھا۔ بچے کو بخار چڑھا اور شدید پیاس محسوس ہوئی وہ بار بار آب آب کرتا تھا۔ آب کا مطلب ہے پانی اور ماں بیچاری دیوانوں کی طرح کبھی ادھر دوڑتی تھی کبھی اُدھر دوڑتی تھی کبھی کوئی چیز لاتی تھی کبھی کوئی چیز لاتی تھی مگر پانی نہ لا سکی اور اس حالت میں بچے نے دم توڑ دیا بعد میں جب اس نے اپنے بچے کا حال بیان کیا تو کسی نے کہا کہ وہ تو آب مانگ رہا تھا۔ پانی مانگ رہا تھا تو کہتے ہیں اس پر ماں نے بے ساختہ کہا کہ آب آب کر مویا بچہ، فارسیاں کر گلّے کہ میرا بچہ تو آب آب کرتا مر گیا فارسیوں نے تو میرا گھر اجاڑ دیا۔ تو آپ پر وہ الزام نہ آئے، کسی ملک کی طرف سے یہ الزام نہ آئے کہ پتہ نہیں آپ کیا عربی بولتے رہے یا اردو بولتے رہے ہمارے تو گھر اجاڑ دیئے۔ ہمیں تو خدا کے پیغام سے محروم کر دیا اُس آب سے محروم کر دیا جس میں ہماری زندگی تھی، تم نے ہمیں مرنے دیا اس وجہ سے کہ تم غلط زبان استعمال کرتے رہے۔ یہ الزام آپ پر نہ آئے اس لئے مقامی زبان کی جو اہمیت ہے اس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یہ زبانیں سیکھیں گے تو آپ اس قابل ہوں گے کہ ان کی پیاس بجھا سکیں۔ جہاں ان کو آب کی طلب ہو وہاں آپ ان کو پیش کر سکیں اور اس طرح پیش کر سکیں کہ وہ ان کو قبول کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں پس زبانوں کے تسلسل میں جو یہ مراتب ہیں ان کو ضرور محفوظ رکھنا چاہیئے جب کسی ملک میں جاتے ہیں تو مقامی زبان کو ایک متبادر ایک اوّلیت حاصل ہو جاتی ہے۔ عالمی سطح پر دوسری زبانوں کو ہوگی اس سے غرض نہیں جہاں تک اس ملک کے دائرے کا تعلق ہے ان کی اپنی زبان کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے پس ان کی وہ زبان سیکھنی ہوگی آپ کو بھی سیکھنی ہوگی آپ کے بچوں کو سیکھنی ہوگی اور اس زبان میں اتنی مہارت حاصل کرنی ہوگی کہ آپ ان کو وہ زبان پڑھا سکیں اور ایسا ممکن ہے۔ چنانچہ بعض جگہ مجھ سے کسی ملک سے تعلق رکھنے والے بعض مقامی لوگوں نے بیان کیا کہ احمدیوں کی نئی نسل میں جو بچے پیدا ہو رہے ہیں ان میں بعض ایسی اچھی زبان بولتے اور ایسی اچھی زبان لکھتے ہیں کہ ہمارے اپنے بچے نہیں لکھ سکتے۔ چنانچہ انگریزی میں اوّل آنے والے پاکستانی بچے ہیں۔ سکول میں سارے انگریز بچے پڑھ رہے ہیں اور انگریزی میں اوّل آنے والے پاکستانی بچے ہیں جرمن زبان میں اوّل آنے والے پاکستانی بچے ہیں ہو سکتا ہے نارویجین میں بھی ایسا ہو۔ مگر مجھے علم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہو لیکن اگر نہیں تو ہونا چاہیئے۔

ناروے میں بسنے والی جماعت کے لئے خصوصیت کے ساتھ یہ قابل توجہ بات ہے کہ بدقسمتی سے یورپین ممالک میں ناروے کے اندر تعلیم کی طرف کم رجحان ہے اور نارویجین قوم میں سے ایک بڑی بھاری تعداد ہے جو سکول کی تھوڑی سی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دوسرے کاموں میں مصروف ہو جاتی ہے اور اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کرتی اس لئے اعلیٰ تعلیم کا میدان یہاں باقی قوموں کے مقابل پر زیادہ کھلا پڑا ہے۔ اس میدان میں کوشش کرنے کے لئے بہت زیادہ مواقع ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے ناروے کی جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو نارویجین زبان بہت زیادہ عمدگی سے سکھائیں اور باقی تعلیم میں بھی ترقی دیں تاکہ اس قوم کی زبان میں اس قوم کی خدمت کر سکیں صرف مذہبی لحاظ سے نہیں بلکہ علمی لحاظ سے ہر لحاظ سے وہ خدمت کے لائق بن سکیں مگر باقی سب جماعتوں کے لئے بھی یہی نصیحت ہے کہ جس ملک میں رہو اس ملک کی زبان کو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس نیت کے ساتھ سنجیدگی سے سیکھو اور کوشش کرو کہ

اہل زبان سے بھی فوقیت لے جاؤ

اور وہ تمہیں سر نیچا کر کے نیچے کی طرف نہ دیکھیں بلکہ سر اونچا کر کے بلندی پر پائیں اور دیکھیں کہ تم ان کی زبان میں ان کو سکھانے کی اہلیت رکھتے ہو۔ جب یہ ملکہ حاصل کر سکو گے پھر تم عربی سے جو فیض پاؤ گے یا اردو سے جو فیض پاؤ گے اس فیض کو ان کی زبانوں میں ان تک پہنچانے کی اہلیت حاصل کر لو گے۔

اب رہا اردو کا معاملہ تو اُردو کے سلسلے میں مَیں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ صرف پاکستانی نژاد یعنی پاکستان میں پیدا ہونے والے بچوں یا ہندوستان میں پیدا ہونے والے بچوں ہی کا کام نہیں کہ وہ اردو سیکھیں بلکہ تمام نو مسلم احمدیوں کا اگر فرض نہیں تو ان کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ اردو زبان براہ راست سیکھیں، اردو زبان میں بہت سے ایسے مطالب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں ملتے ہیں جو ترجمے میں ضائع ہو جاتے ہیں اور انسان جب ترجمہ کی کوشش کرتا ہے۔ تو بڑی حسرت سے اپنی ناکامی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ایک نظم ہے ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

اس نظم سے متعلق میں آج کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اب وقت نہیں ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سلسلے کے انگریزی کے مختلف ماہروں کو یہ نظم دی گئی کہ وہ اس کا ترجمہ کریں اور وہ جن کو بجا فخر تھا کہ ان کو انگریزی زبان پر خوب دسترس حاصل ہے اور شاعرانہ مزاج بھی تھا اور اردو زبان بھی سمجھتے تھے انہوں نے بھی جو ترجمے کر کے بھیجے اس سے اندازہ ہوا کہ ترجمہ کرنے کا کام کتنا مشکل ہے اور بعض اعلیٰ عارفانہ مضامین کو ایک زبان سے دوسری زبان میں حقیقت میں منتقل کیا ہی نہیں جا سکتا اس کا لطف اٹھانے کے لئے وہ زبان سیکھنی ضروری ہے چنانچہ پروفیسر آر۔ بری جو کیمبرج میں عربی

کے بڑے مشہور پروفیسر تھے نے جب قرآن کریم کا ترجمہ کیا تو وہ اس ترجمے کے آغاز میں، تمہید میں یہ لکھتے ہیں کہ مجھے اس ترجمے کا خیال اس لئے آیا کہ گذشتہ جتنے ترجمے دیکھے ہیں ان میں ایک بات محسوس کی کہ ترجمہ کرنے والے نے بڑی محنت سے اور کوشش سے قرآن کریم کے مضمون کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہر کوشش بالآخر اتنی بھدی ثابت ہوئی ہے کہ اس کو دیکھ کر ایک قاری قرآن کی عظمت کا تصور کر ہی نہیں سکتا۔ جتنا قرآن کریم کی اصل عبارت دل پر اثر ڈالتی ہے۔ کوئی ترجمہ اس کا عشر عشیر حصہ بھی دل پر اثر نہیں ڈالتا۔ اور وجہ یہ ہے کہ جب لفظی طور پر وفا کی جائے اور زیادہ کوشش کر کے اس مضمون کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی جائے تو زبانوں کے انداز مختلف ہونے کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ ترجمہ بھی منتقل ہو جائے اور زبان کا حسن بھی منتقل ہو جائے۔ پس وہ کہتے ہیں اس پہلو سے میں نے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن کریم کے حسن کا ترجمہ کروں یعنی ایسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کروں کہ قاری کو کچھ نہ کچھ تو اس کے حسن کا بھی اندازہ ہو کہ یہ ہے کیا کلام۔ اس لئے اگر اصل مضمون سے میں ذرا سا ہٹ جاؤں تو غلط مضمون تو بیان نہیں کروں گا لیکن لفظاً لفظاً ساتھ نہیں چل سکوں گا۔ یہ معذرت کرتے ہوئے میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ انگریزی دان طبقہ یہ دیکھ سکے کہ قرآن کریم کی اصل زبان میں کتنی عظمت ہے۔ کتنا عظیم الشان کلام ہے جو کیسا دل پر اثر کرتا ہے۔ اس پہلو سے انہوں نے جو ترجمہ کیا ہے اس پر سب سے پہلے مجھے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ نے مطلع کیا تھا۔ جب میں ۱۹۷۰ء میں انگلستان آیا تو مجھے یاد نہیں کہ پہلا انہوں نے مجھے تحفہ دیا تھا یا ان کے ذکر پر میں نے خود خریدا تھا مگر واقعۃً ترجمہ کے بعض حصے ایسے ہیں جس سے قرآن کریم کی زبان کی اس حد تک خدمت ضرور ہوتی ہے کہ زبان کے اثر کو منتقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اُردو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام اتنا پر اثر ہے اور اتنی گہری تاثیر رکھتا ہے کہ بعض دفعہ ایک ایک شعر دل کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ بعض دفعہ عبارت کا ایک ٹکڑا انسان کے اوپر ایسا وجد طاری کر دیتا ہے کہ اس کی زندگی میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو سکتا ہے مگر اس کا دوسری زبانوں میں ترجمہ پڑھ کے دیکھ لیں اس کا عشر عشیر بھی اثر نہیں ہے تو ہمارے غیر مسلم احمدی بھائیوں کو کیوں اس سے محروم رکھا جائے۔ ہرگز نہیں رکھنا چاہئے اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ عالمی وحدت اور عالمی بھائی چارہ پیدا کرنے میں زبانیں ایک بہت بڑا کردار ادا کیا کرتی ہیں۔ اگر ناروے میں احمدی بچے نارویجین سیکھیں اور ان کے ساتھ نارویجین کے لحاظ سے یکجہتی پیدا کر لیں، ہم آہنگی پیدا کر لیں تو ایک جگہ جماعت احمدیہ اور ناروے کے درمیان اتحاد ہو جائے گا۔ اگر نارویجین یا کسی یورپ یا زبان میں یہ اتحاد قائم ہو جائے تو وہاں اتحاد ہو جائے گا۔ مگر عالمی وحدت تو پیدا نہیں ہوگی۔ چین میں جو اتحاد ہوگا تو وہ چین تک محدود رہے گا۔ اگر جاپان میں ہوگا تو جاپان تک محدود رہے گا۔ عالمی وحدت کے لئے کسی ایسی زبان کا رشتہ ہونا ضروری ہے جو ایک وسیع تر برادری کے رشتے میں تو ہوں کو منسلک کر سکے اور اس پہلو سے یہ

دو زبانیں ہیں جنہوں نے آغاز کا اپنا کردار ادا کرنا ہے

اوّل عربی اور اس کی اہمیت پر جتنا زور دیں اتنا ہی کم ہے اور دوسرے اُردو زبان کیونکہ اردو زبان میں عربی ہی کے مضامین کو ایک عظیم الشان اور ایک نئی شان کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس نظر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اس کو اردو میں بیان فرمایا ہے اور اس نظر سے دیکھے بغیر وہ حسن کامل طور پر آپ پر ظاہر ہو ہی نہیں سکتا چودہ سو سال کے فاصلے کس طرح پاٹے جائیں گے؟ کس طرح یہ فاصلے طے ہوں گے؟ کیسے آخرین اولین سے ملیں گے؟ وہ ملانے والا تو آج کا امام ہی ہے۔ وہی تو ہے جسے مہدی معہود قرار دیا گیا۔ وہی تو ہے جس کے زمانے میں اوّل کو آخر سے ملانے کی پیشگوئی تھی۔ اس کی زبان کو سمجھے بغیر اور ان کیفیات کو اپنائے بغیر جن سے وہ وجود گذرا ہے اوّلین اور آخرین کے فاصلے مٹ ہی نہیں سکتے۔ پس ضروری ہے کہ اردو زبان کو سیکھ کر اردو زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نثر کے کلام اور نظم کے کلام کو براہ راست سمجھنے کی اہلیت پیدا کی جائے اگر کوئی ایسا کرلے گا تو دیکھے گا کہ اس کی کیفیت میں کتنا بڑا فرق پڑ چکا ہے پھر یہ لوگ ترجمے کا بھی حق ادا کر سکیں گے ورنہ ترجمے کا جو مضمون آج کل چل رہا ہے اس سے اصل بات تو رہتی نہیں کسی نے انگریزی میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا تو کسی نے قرآن کریم کے انگریزی ترجمے سے نارویجین میں کوشش کی پھر نارویجین سے کسی اور زبان میں ہو گیا اور اس طرح رفتہ رفتہ ہر نقشِ ثانی نقشِ اوّل کے مقابل پر دھندلا ہوتا چلا جاتا ہے۔ وہ بات نہیں رہتی اس لئے اُردو زبان سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا جو انگریزی یا دوسری زبانوں میں ترجمے کا کام رُکا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ایسے ماہرین نہیں ہیں جو بیک وقت دونوں زبانوں پر مہارت رکھتے ہوں۔ جو مادری زبان کی طرح اردو جانتے ہوں جو مادری زبان کی طرح انگریزی جانتے ہوں یا مادری زبان کی طرح اُردو جانتے ہوں اور مادری زبان کی طرح نارویجین جانتے ہوں وغیرہ وغیرہ جب تک ایسے ماہرین ہمارے اندر پیدا نہ ہوں جو دونوں زبانیں یکساں مہارت کے ساتھ استعمال کر سکتے ہوں اس وقت تک

ترجموں کے حق ادا نہیں ہو سکتے۔

جہاں تک میں نے نظر ڈالی ہے ہماری طرف سے اب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے جو ترجمے پیش ہو چکے ہیں۔ ان میں بہت سے خلا باقی ہیں۔ بعض دفعہ تو اعصاب شکن حد تک ترجمہ اصل مضمون سے بے وفائی کر رہا ہے۔ یعنی مضمون کے معنی تو ادا ہو گئے ہوں گے لیکن ایسے بھونڈے انداز میں ترجمے ہوئے ہیں کہ اس کا بڑا غلط اثر پڑھنے والے پر پڑ سکتا ہے۔ کہ کس نے یہ عبارت لکھی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت میں تو کوئی مقام ایسا نہیں ہے جہاں انسان کو نیند آئے۔ وہاں تو دل میں ایک خاص قسم کے جذبات موجزن ہونے لگتے ہیں۔ افکار جاگ اٹھتے ہیں اور نئے نئے مضامین سوجھنے لگتے ہیں اور اگر ترجمہ پڑھ کر اس کے برعکس کیفیت ہو تو قصور تو مترجم کا ہے لیکن پڑھنے والے کو کیا پتہ؟ وہ تو ترجمے سے ہی اور ترجمے کے آئینے میں اصل مصنف کی تصویر دیکھ رہا ہوتا ہے اس لئے ترجمے کا کام بہت اہمیت رکھتا ہے لیکن لازم ہے کہ دونوں زبانیں بیک وقت اچھی آتی ہوں۔ پس نارویجین بچوں کے لئے میری نصیحت ہے کہ آپ نارویجین سیکھ رہے ہیں اور ماشاء اللہ بہت اچھی بولنے لگ گئے ہیں۔ لیکن اردو لکھنا پڑھنا بھول گئے ہیں۔ جس طرح جرمن بچوں کو میں نے کہا تھا کہ تم اگر صرف جرمن سیکھ جاؤ اور اردو بھول جاؤ تو ہمارے لئے جیسے پیا گھر رہے ویسے پیا بدیس، ہمیں کیا فرق پڑا، تم نے کچھ سیکھا اور غیروں کے ہو کر رہ گئے۔ ہمارے تو نہ رہے یعنی آپ دین کے لحاظ سے خدمت کی اہلیت نہیں رکھتے۔ پس جو باہر سے آتے ہیں ان کا فرض ہے کہ اردو سیکھیں تاکہ اس خلاء کو خود پورا کرنے کی کوشش کریں اور جو احمدی بچے اردو بولنے والے ماں باپ کی نسل میں سے ہیں ان کو چاہیئے کہ اس زبان میں اپنے ماں باپ سے بہت زیادہ علم حاصل کریں کیونکہ اکثر اردو بولنے والے ماں باپ کی اپنی اردو بڑی ناقص ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو بظاہر اردو بولنے والے علاقوں سے آتے ہیں مگر دراصل وہ پنجاب کا علاقہ ہے جو اردو کا ہے ہی نہیں۔ انہی خاندانوں میں اردو اچھی ہے جہاں باقاعدہ نسلاً بعد نسلٍ اردو بولی گئی ہے باقی جگہ تو روزمرہ پنجابی بولی جاتی ہے اس لئے اُردو بیچاری کو تو بہت سے نقصانات ہیں جن کو پورا کرنا ہوگا اور پھر اس زبان میں ترقی کر کے یہ اہلیت حاصل کرنی ہوگی کہ ہم اس کا ترجمہ صحیح طور پر دوسری زبانوں میں پیش کر سکیں۔ اس کا تعلق صرف مذہبی زبان سے نہیں ہے بلکہ پوری زبان سے ہے۔ جس نے اردو سیکھی

ہے اُس کو اُردو ادب پڑھنا ہوگا۔ جس نے عربی سیکھنی ہے اس کو عربی ادب پڑھنا ہوگا۔ محض قرآن پڑھ کر عربی نہیں آئے گی۔ کیونکہ

قرآن تو سارے عربی ادب کا خلاصہ ہے

زبان کا جو حُسن ساری عربی دنیا میں، عربی زبانوں میں پھیلا پڑا ہے اُس کا خلاصہ قرآنِ کریم ہے۔ اسی لئے قرآن کو سمجھنے کے لئے بعض دفعہ صحابہ کسی بدوی سے پوچھا کرتے تھے کہ بتاؤ یہ محاورہ تمہارے ہاں کیسے بولا جاتا ہے۔ اور عجیب بات ہے کوئی محاورہ کسی بدو قوم سے تعلق رکھتا تھا کوئی کسی بدو قبیلے سے تعلق رکھتا تھا لیکن بعد میں جب مسلمان ہوئے تو رفتہ رفتہ مل جل کر پھر قرآن کی اس طرح خدمت کی کہ وہ محاورے سارے عرب میں پھیلے پڑے تھے ان کو قرآن سے وابستہ کر کر کے بتایا اس کا یہ معنیٰ ہے اور اس کا یہ معنے ہے۔ تو زبان کا تعلق ایک بہت وسیع کلچر سے بھی ہوا کرتا ہے، ایک ملک کی عادات سے بھی ہوا کرتا ہے۔ پس اُردو زبان سیکھنی ہے تو اُردو ادب بھی پڑھنا ہوگا اردو شاعری بھی پڑھنی ہوگی اور اس ملک کا کلچر، اس کا پس منظر، کس طرح یہ زبان بنی ہے، تاریخ کیا تھی ان سب چیزوں سے واقفیت حاصل کرنی ہوگی ان کے بغیر کوئی زبان آہی نہیں سکتی۔ انگریزی زبان سیکھیں، باہر بیٹھے چاہے آپ ساری عمر گلا دیں اگر آپ کو یہ نہیں پتہ کہ انگریزی بولنے والے علاقوں میں کون کون سے پھول پائے جاتے ہیں؟ وہ رنگ ہیں کیا کیا جن کا ذکر ملتا ہے؟ وہ خوشبوئیں کیا ہیں جن سے محظوظ ہو کر کسی شاعر نے کوئی کلام کہا ہے اور اس خوشبو کو اپنے کلام میں مقید کرنے کی کوشش کی ہے۔ غرضیکہ ادب میں جہاں جہاں آپ جائیں گے آپ کو یہ مضمون پھیلا ہوا نظر آئیگا کہ ہر اظہار کا کسی پس منظر سے تعلق ہے۔ اس پس منظر سے بھی واقفیت حاصل کرنی ہوگی پھر جو تاریخی حوالے ملتے ہیں ان تاریخی حوالوں کو سمجھنے کے لئے بھی اس ملک اور قوم کی تاریخ سے واقفیت حاصل کرنا پڑتی ہے۔ پس

زبان محض لفظوں کا نام نہیں ہے

زبان کے پیچھے بہت سے علوم ہیں جو مل کر زبان پیدا کرتے ہیں اور ملکر لفظوں میں جان ڈال دیتے ہیں وہ سارے علوم مل کر لفظوں میں خاص معانی داخل کرتے ہیں۔ ہر لفظ ایک جیسے معانی نہیں رکھتا ہر لفظ کے پیچھے ایک کلچر ہے اس کلچر نے اس لفظ میں کچھ رنگ بھرے ہیں جب تک اس کلچر سے واقفیت نہ ہوگی ان رنگوں کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ پنجابی شاعری میں بھی آپ دیکھ لیں جب تک پنجاب کے کلچر سے واقفیت نہ ہو پنجابی شاعری کو دنیا میں کسی کے سامنے پیش کر کے دیکھیں اس کو کچھ پتہ نہیں لگے گا کہ کیا کہہ رہا ہے "بنیرے تے کاں بیٹھا اے" اب اس کا مہمان سے کیا تعلق ہے۔ اب 'بنیرے تے کاں بیٹھا اے' کا ترجمہ کر لیں کہ کوئی آنے والا ہے تو لوگ کہیں گے پاگل ہو گیا ہے۔ یہ کوئی شاعر ہے۔ کوے کا بنیرے سے کیا تعلق؟ اور ہمارے بنیرے پر تو کوا بیٹھا ہی نہیں کرتا۔ تو اس کو کچھ پتہ تو کرنا ہوگا کہ کلچر کیا تھا۔ ان ملکوں میں کوؤں کی عادتیں کیا ہیں۔ کیا کیا کرتے ہیں۔ کس طرح وہ آگے ہاتھوں سے روٹیاں چھین لیتے ہیں اور بنیرے پر کیوں بیٹھتے ہیں ان باتوں سے کچھ واقفیت حاصل کریں گے تو زبان میں زندگی پیدا ہوگی۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ غریب ملک ہے اور جہاں کونانی میں زیادہ آٹا گوندھا جا رہا ہے اور روٹیاں زیادہ پک رہی ہیں وہاں کوے آئیں گے۔ اور روٹیاں زیادہ تبھی پکتی ہیں جب مہمان آ رہے ہوں اور باورچی خانوں سے باہر نکل کر بھی کچھ باورچی خانے کے انتظامات چل رہے ہوں تو کوے کا مہمان سے تعلق کیسے بنتا ہے پتا پڑتا ہے کہ کیا ہے۔ امیر ملکوں میں جہاں ایسے کوئی مسائل ہی نہیں ان کو پتہ ہی نہیں لگ سکتا کہ کوے کا مہمان سے کیا تعلق ہے؟ بہر حال جانوروں کی عادتیں بھی کلچر کے ساتھ بدل جاتی ہیں۔ اور زبان پر اس کے گہرے اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ پس آپ ان معنوں میں جو میں بیان کر رہا ہوں وسعت کے ساتھ زبانیں سیکھیں اور جو سکول میں پڑھنے والے بچے ہیں وہ اس کی تاریخ پڑھیں ان کی روزمرہ کی عادات سے واقف ہوں۔ ان کے کلچر سے واقف ہوں۔ گو غیر اسلامی کلچر کو اپنانا نہیں ہے مگر واقفیت ضروری ہے پتہ ہو کہ کلچر ان کا ہے کیا؟ اس میں سے کونسا حصہ غیر اسلامی ہے اور کونسا عالم انسانی کلچر سے تعلق رکھتا ہے۔ پس اس وسعت کے ساتھ اگر زبانوں پر زور دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مغربی دنیا میں احمدی مسلمانوں کو بھی بہت فائدہ پہنچے گا اور غیروں میں اسلام پھیلانے میں یہ بات بہت مددگار ثابت ہوگی۔ اور یہ آپ کے اخلاق کی قدروں کی حفاظت کے لئے بھی بڑا ضروری ہے۔ پس اس موضوع پر میں آپ کو یہ نصیحت کرتے ہوئے آج کا خطاب ختم کرتا ہوں کہ زبانوں کی طرف توجہ دیں، عربی کو جو خدا تعالیٰ نے اولیت دے دی ہے وہی مقام عربی کو دیں، اسی احترام کے ساتھ عربی کو سیکھنے کی کوشش کریں، پڑھنے کی کوشش کریں اور رائج کرنے کی کوشش کریں اور فی زمانہ احمدیوں میں عربی بول چال میں جو کمزوری پائی جاتی ہے اسے دور کریں اور کوشش کریں کہ ہماری اگلی نسلیں کثرت کے ساتھ عربی بولنے والی نسلیں ہوں اور عربی زبان میں اعلیٰ محاورہ استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔ اسی طرح اردو زبان کو رائج کریں۔ اور جن ملکوں میں رہتے ہیں ان ملکوں کی زبان میں ایسی مہارت حاصل کریں کہ ان ملکوں کے اُستاد بن جائیں ان کی زبانیں ان کو پڑھانے لگیں۔ یہ تین باتیں اگر آپ اختیار کر لیں تو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کیلئے یہ تین سواریوں کا کام دیں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سواریوں کے سہارے آپ کی ترقی کی رفتار پہلے سے بہت زیادہ تیز ہو جائے گی اور بہت تیزی سے آپ آگے قدم بڑھانے لگیں گے۔

آج کل اس کی خصوصیت سے اس لئے ضرورت ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت تیزی سے احمدیت کے پھیلنے کے دن آ رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں جو بیعتیں ہوا کرتی تھیں اب لاکھوں میں تبدیل ہو رہی ہیں اور بعید نہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہو کہ ہماری نسلیں لاکھوں سالانہ کی بجائے کروڑوں سالانہ کی تعداد میں بیعتیں دیکھنا شروع کر دیں۔ اس کے لئے ہمیں تیاری کرنی ہوگی اور اس تیاری کا مرکب وہ سواری جس پر بیٹھ کر ہم نے یہ سفر کرنے ہیں زبانیں ہیں۔ پس ان تین زبانوں کو اہمیت دیں اور پوری کوشش سے ان کو رائج کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے بہترین استعمال کی توفیق عطا فرمائے اور اس قابل بنائے کہ خدا کے کلام کو تمام دنیا میں، جیسا کہ کلام کا حق ہے، اس طرح دنیا میں پہنچا سکیں اور سمجھا سکیں اور ان پر عمل پیرا کرا سکیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

آج ایک اور اعلان بھی کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اب جلد جلد احمدیت کی تاریخ میں نئے سنگہائے میل کا اضافہ ہو رہا ہے۔ آج کا اعلان یہ ہے کہ اب باقاعدہ طور پر شارٹ ویو (SHORT WAVE) پر ۱۶ میٹر بینڈ پر خطبات کو تمام دنیا میں پہنچانے کا انتظام ہو گیا ہے، اور آج کا خطبہ ۱۶ میٹر بینڈ پر تمام افریقہ اور تمام ایشیا اور یورپ کے بہت سے حصوں میں سنا جا رہا ہے۔ انگلستان اگرچہ اس کے دائرے سے، جس دائرے سے یہ خطبہ ریڈیو تک پہنچ رہا ہے، باہر تھا لیکن گذشتہ چند جمعوں میں، جو تجرباتی دور تھا اس میں انگلستان میں بھی سنا گیا اور پوری طرح سمجھ آتا تھا۔ اگرچہ سو فیصدی اعلیٰ معیار نہیں تھا بلکہ اسی فی صد کہنا چاہئے، یعنی اس کی کوالٹی، اس کا عمومی سماعت کا جو معیار ہے اس میں کچھ کمی آ جاتی تھی لیکن اس کے باوجود سُنا جاتا تھا سمجھا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب غریبوں کے بھی سامان ہو گئے ہیں ورنہ بہت سے غریب مختلف دیہاتوں سے مجھے لکھتے تھے کہ جن امیروں کو توفیق ہے انہوں نے انٹینے لگا لئے ہیں اور ہم حسرت سے دیکھتے رہ جاتے ہیں ہم تو سننے سے بھی محروم رہ گئے پہلے آپ کی کیسٹس ہی پہنچ جایا کرتی تھیں۔ اب کچھ تو کریں کہ ہماری پیاس بھی بجھنے کا کچھ سامان ہو۔ اللہ کی شان ہے کہ اس نے اپنی طرف سے ہی یہ انتظام کر دیا ہے کہ اب آدھی دنیا سے زیادہ میں خصوصیت سے اس دنیا میں جہاں زیادہ غریب احمدی بستے ہیں خدا کے فضل سے

براہ راست ریڈیو کے ذریعے خطبات سنانے کا انتظام ہو گیا ہے

انشاء اللہ وقت اور بھی زیادہ کیا جائے گا اور دیگر تربیتی مضامین کا بھی اضافہ ہوگا زبانوں کا بھی اضافہ ہوگا۔ اس کے لئے ہم تیاری کر رہے ہیں۔ عربی زبان سکھانے کا، اردو زبان سکھانے کا ان لوگوں کے لئے جن کو اردو نہیں آتی۔ اور اسی طرح دوسری زبانوں کا بھی انتظام کیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ رفتہ رفتہ اب جماعت کے کاموں کے دائرے بہت پھیلتے جا رہے ہیں۔ اسی نسبت سے زیادہ خدمت گاروں کی ضرورت ہے اور یہ بھی اللہ کا احسان ہے کہ خدمت کا جذبہ بہت بڑھ رہا ہے کثرت کے ساتھ نوجوان خدمت کے میدانوں میں آگے آرہے ہیں۔ نام پیش کر رہے ہیں کہتے ہیں ہم سے بھی کچھ کام لو، ہم سے بھی کچھ کام لو۔ سب اللہ کے کام ہیں ہماری کوششوں کا کچھ دخل نہیں۔ اسی کا احسان ہے۔ خدا کرے کہ یہ احسان کا دور ہمیشہ بڑھتا پھیلتا اور پھر پھولتا اور پھلتا چلا جائے۔

یہ ریڈیو ۱۶ میٹر بینڈ پہ ہے اور ڈیجیٹل فری کوانیسی (DIGITAL FREQUANCY) ۱۷۷۶۵ ہوگی جس پر یہ خطبہ نشر ہوا کرے گا۔

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S لندن کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

اعلانات نکاح و تقریب شادی

۱- برادرم مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ عالیہ ابن محترم مولوی سید صمصام الدین صاحب مرحوم آف سونگڑا کا نکاح مکرمہ اسماء خاتون صاحبہ بنت مکرم رشد علی احمد صاحب آف کیرنگ کے ساتھ ۲۰ رجون ۱۹۹۳ء کو بمقام کیرنگ (اڑیسہ) ۱۳۰۰۰/- تیرہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا گیا اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی اگلے روز دعوت ولیمہ مسنونہ کا اہتمام کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں احمدی و غیر احمدی حضرات نے شرکت کی۔ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے (اعانت بدر ۵۰ روپے)

(قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر "بدر" قادیان)

۲- مکرمہ امۃ السلام بیگم صاحبہ بنت مکرم حبیب الرحمٰن خان صاحب ساکن کیرنگ کا نکاح مکرم شیخ نسیم احمد صاحب ابن مکرم شیخ غلام مہدی محمود صاحب ساکن بھدرک کے ساتھ مبلغ ۲۲۰۰۰/- (بائیس ہزار روپے) حق مہر پر مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے ۹۳-۸-۸ کو کیرنگ میں پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(سلطان احمد الجبیر۔ نزیل قادیان)

۳- ۱۹ر اپریل ۹۳ کو خاکسار کی بیٹی عزیزہ سیدہ امۃ الشکور کا نکاح مکرم فیروز الدین صاحب ابن مکرم کمال الدین صاحب ساکن کیندرہ پاڑا کے ساتھ مبلغ دس ہزار ایکصد گیارہ روپے حق مہر پر۔ اسی طرح
۔ ۱۹ر دسمبر ۹۲ کو خاکسار کے بیٹے عزیز سید فضل نعیم کا نکاح عزیزہ حبیبہ خانم بنت مکرم سماعیل خاں آف سورو کے ساتھ مبلغ چار ہزار پانچ صد روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ و ناظر اعلیٰ قادیان نے مسجد مبارک میں پڑھا۔

(خاکسار سید فضل عمر سابق مبلغ سلسلہ احمدیہ)

درخواستہائے دعا

✽ خاکسار کی اہلیہ ایک عرصہ سے علیل ہیں شفائے کاملہ عاجلہ نیز بچوں کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے (نثار احمد ساجد معلم وقف جدید کوٹلی کالابن)

✽ میری بڑی اماں جان مکرمہ حسینہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی بلندی درجات اور ان کی اولاد کی دینی و دنیوی ترقیات اور صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا ہے۔
(اعانت بدر ۵/- روپے) (محمد حبیب اللہ گولا رانچی)

✽ مکرم ڈاکٹر سہیل احمد صاحب آف کشمیر کی شفائے کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (غلام رسول سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرینگر)

✽ مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب ساکن امان نگر حیدرآباد اپنے بچوں کی صحت و سلامتی روحانی و جسمانی ترقیات۔ اور نیک و خادم دین بننے کے لئے۔ نیز اپنے کاروبار میں نیز برکت اور ترقی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔
(خاکسار محمود احمد عارف قادیان)

✽ محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ اپنے خاوند کے کاروبار میں برکت کے لئے۔ بچوں کے امتحانات میں کامیابی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے)
(فاروق احمد ناصر مبلغ سلسلہ سکم)

✽ میری پوتی عزیزہ ورده نام بنت چوہدری بشیر احمد ناصر مقیم کینیڈا نے سوا پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ سے ختم کرلیا ہے۔ الحمد للہ اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ پچاس روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو زیادہ سے زیادہ علم کی دولت سے نوازے آمین دوسرے بچوں کی طرف سے بھی خوشیاں دکھائے آمین
(امۃ الرحمٰن اہلیہ محترم چوہدری محمد احمد صاحب مرحوم درویش قادیان)

تبدیلی ایڈریس نمائندہ بدر کینیڈا

BASHIR AHMAD NASIR
3001 FINCH AVE. WEST. NORTH. YORK
ONT M9M-3A9. CANADA

محترم منصور احمد صاحب چیمہ نمائندہ صدر انجمن احمدیہ
لندن سے بخیریت قادیان پہنچ گئے

قادیان۔ مکرم منصور احمد صاحب چیمہ نائب ناظر بیت المال خرچ جو امسال نمائندہ صدر انجمن احمدیہ کے طور پر جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۹۳ء صبح ۸½ بجے بخیریت قادیان پہنچ گئے۔

موصوف کی آمد پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے استقبال کا انتظام کیا گیا تھا عہدیداران اور دیگر احباب نے موصوف کی گل پوشی کی اور انہیں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ملاقات اور جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر عالمی بیعت میں شمولیت کی مبارکباد دی۔

دعائے مغفرت

افسوس! مکرم چراغ دین صاحب سابق مددگار کارکن نصرت گرلز سکول قادیان مورخہ ۴ ستمبر کو احمدیہ ہسپتال قادیان میں وفات پا گئے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون

موصوف کو ایک عرصہ سے سانس کی تکلیف تھی جس کے بڑھ جانے پر انہیں احمدیہ شفاخانہ میں داخل کیا گیا تھا لیکن بالآخر تقدیر الٰہی غالب آئی اور موصوف اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ اگلے روز صبح ۸½ بجے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان نے موصوف کی نماز جنازہ پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی مرحوم کئی سال قبل قادیان کے قریبی گاؤں موضع ڈڈے والی سے ہجرت کرکے قادیان میں مقیم ہوگئے تھے نہایت منکسر المزاج محنتی اور پابند صلوٰۃ تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔

قسط نمبر ۳ (آخری)

زندہ خدا کا زندہ نشان

روس کے متعلق ایک اور اہم پیشگوئی

از مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر سیکرٹری حدیقۃ المبشرین ربوہ

اس نظام کی ایک اور خوبی کا ذکر حضور نے یوں فرمایا۔

"پھر یہ نظام ملکی نہ ہوگا بلکہ بوجہ مذہبی ہونے کے بین الاقوامی ہوگا...... روس کے بالشویک وہی نظام پسند کرتے ہیں جس کا اثر روس تک محدود ہو۔ مگر احمدیت ایک مذہب ہے۔ وہ اس نئے نظام کی طرف روس کو بھی بلاتی ہے۔ جرمنی کو بھی بلاتی ہے۔ وہ انگلستان کو بھی بلاتی ہے۔ وہ امریکہ کو بھی بلاتی ہے۔ وہ ہالینڈ کو بھی بلاتی ہے۔ وہ چین اور جاپان کو بھی بلاتی ہے۔ پس جو روپیہ احمدیت کے ذریعہ اکٹھا ہوگا وہ کسی ایک ملک پر خرچ نہیں کیا جائے گا بلکہ ساری دنیا کے غریبوں کے لئے خرچ کیا جائے گا۔"

اور اس لیکچر کے آخر میں حضور نے فرمایا "گویا کسی طرح وہی مقصد جسے بالشوزم نے خون میں ہاتھ رنگ کر ادھورے طور پر پورا کرنے کی کوشش کی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محبت اور پیار سے اسی مقصد کو زیادہ مکمل طور پر پورا کر دیا ہے۔ بالشوازم آخر کیا کہتی ہے۔ یہی کہ امیروں سے جائیدادیں چھین لو تا غریبوں پر خرچ کی جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہی جائیدادیں اسلامی منشاء کے مطابق اور اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق محبت اور پیار سے لے لیں۔ اور فرمایا کہ تم سب اپنی اپنی جائیدادوں کا کم سے کم دسواں حصہ دو جو یتامیٰ اور مساکین پر خرچ کیا جائے گا اور اشاعت اسلام کا کام اس سے لیا جائے گا۔" (نظام نو صفحہ ۱۱۶)

کمیونسٹ نظام کے خاتمہ کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۹۷۴ء کے جلسہ سالانہ کے افتتاحی خطاب میں یوں دی:

"پہلے ہڑپہ CAPITALISM تھا جو پیچھے چلا گیا ہے۔ دوسرے نمبر پر کمیونزم آگیا ہے۔ یہ بھی پیچھے چلا جائے گا۔ صدیوں کی بات نہیں۔ دو تین سالوں کی بات ہے کہ اشتراکی نظام بھی پیچھے چلا جائے گا۔ پھر دوسری طاقتیں آگے آجائیں گی۔ ایک وقت میں وہ بھی پیچھے چلی جائیں گی۔ پھر خدا تعالیٰ کا نام لینے والی جماعت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی جماعت اور اسلام کا جھنڈا دنیا کے گھر گھر میں گاڑنے والی جماعت آگے آئے گی۔ اور پھر اس دنیا میں اُخروی جنت سے ملتی جلتی جنت پیدا ہوگی اور ہر انسان کی خوشی کے سامان پیدا کئے جائیں گے۔"

مختصر یہ کہ زار کی روسی شہنشاہیت کے نظام کی جگہ ۱۹۱۷ء میں کمیونزم نے لی۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں روس کی سرزمین سے اس کو رخصت کر دیا گیا۔ اب اس کے خاتمہ پر کوئی اور نظام بھی آسکتا ہے۔ مگر دنیا کو پائیدار امن صرف اسلامی نظام سے ملے گا۔ جس کی زمانہ حال کے تقاضوں کو پورا کرنے والی شکل "الوصیت" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے اذن سے پیش فرمائی۔ یہی روس میں بھی کامیاب ہوگی۔ گویا زار روس کا سونٹا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں میں تھما دیا جائے گا۔ جس کی پیشخبری ہمارے خدا نے ۱۹۰۳ء میں دے دی اور یوں اپنے زندہ خدا ہونے کا زبردست ثبوت مہیا فرما دیا تھا۔

ہوا دور سرمایہ داری کا تمام
تنزل میں ہے اشتراکی نظام
نہ چینی مساوات کو ہے دوام
فقط دین احمد رہے گا مدام
اٹھو آگیا انقلاب عظیم
اٹھو آگیا انقلاب عظیم

بساط دنیا الٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشہ
جہان نو کے ابھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا

روس میں احمدیت کا چرچا

عظیم زار روس کی خدا تعالیٰ کی پیش از وقت دی گئی خبروں کے مطابق حالت زار کا حال آپ پڑھ چکے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں زار روس کا سونٹا دیئے جانے کی بھی ایک تعبیر آپ پڑھ چکے ہیں یعنی وہاں نظام شہنشاہیت کا خاتمہ ۱۹۱۷ء میں ہوا پھر کمیونزم کے اژدہا نے دنیا کے ممالک کو نگلنا شروع کیا مگر ۱۹۹۱ء کے ساتھ وہ بھی رخصت ہوا آخر وہاں الوصیت والا اسلامی نظام ہی کامیاب و کامران ہوگا مگر اس کو اپنا کر کامیاب بنانے والے بھی تو چاہئیں۔ انہی کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پاکر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

"میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں"۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۲ روایت شیخ عبدالکریم جلد ساز کراچی بحوالہ تذکرہ صفحہ ۸۱۳)

اس کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں۔ پس اگر روس کی کامل تباہی مراد ہوتی تو ریت کے ذروں کا ذکر نہ ہوتا مراد یہ ہے کہ نظام ٹوٹے گا روسی قوم سلامت رہے گی اور اسے یہ توفیق ملے گی کہ وہ احمدیت کے نور سے منور ہو اور نئی زندگی حاصل کرے پس روس کو نئی زندگی دینے والے ہم ہی ہونگے"

(الفضل ۲۲ اگست ۱۹۹۰ء)

روس میں اسلام کا تابناک ماضی

روس میں اسلام کا تعارف پہلی صدی ہجری میں ہی ہو گیا تھا ۴۴ھ میں زیاد بن ابوسفیان نے بہادر جرنیل ربیعہ بن الحارث کو عراق سے خراسان بھیجا۔ ربیعہ نے ہرمز کو زیر کر کے بلخ میں اپنے جھنڈے گاڑے۔ بلخ ہمیشہ اس علاقہ کا جنوبی دروازہ رہا ہے زیاد کی وفات کے بعد ۵۳ھ میں معاویہ نے اس کے لڑکے عبیداللہ کو بخارا کی تسخیر کرنے کے لئے بھیجا۔

تاہم اسلام کی حقیقی پیش قدمی کا آغاز قتیبہ بن مسلم الباہلی کی کمان میں ۸۶ھ میں ہوا جب مسلمان فوجیں دریائے جیحون کو عبور کر کے روس کے علاقہ پر چڑھتی چلی گئیں ان فتوحات کے دوران بخارا۔ سمرقند۔ خوارزم۔ فرغانہ اور تاشقند سرنگوں ہوئے فتوحات کا یہ سلسلہ جاری رہا اور ۹۶ھ تک ۱۰ سال کے عرصہ میں پورا مغربی ترکستان مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ جن پر عرب ۹۶ھ سے ۲۶۱ھ تک حکمران رہے انتظامی اعتبار سے یہ علاقہ خراسان کے گورنر کے ماتحت تھا اور اسی دور میں دو عظیم بزرگ حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام ترمذیؒ پیدا ہوئے جنہوں نے تاریخ اسلام میں بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں ازبک نے عیسائیوں کو مذہبی آزادی دے رکھی تھی جس کا پوپ نے تحریری شکریہ بھی ادا کیا۔ تباہ حال مسلم علاقے پھر سے ترقی کرنے لگے۔ بخارا سمرقند میں مدارس اور مساجد تعمیر ہوئیں۔ تہذیب و تمدن کے نقوش دوبارہ ابھرے

اسلام کے اس دور میں علم و تہذیب

کی شمع روشن ہوئی لوگوں کو ملکی اور دینی ہم آہنگی ملی۔ صوفیاء نے بہت سا تبلیغی کام کیا۔ اسلام نے انہیں مشترکہ زبان اور رسم الخط عطا کیا۔ سیاسی لحاظ سے اس علاقہ میں بڑے بڑے لیڈر اٹھے دینی نقطہ نگاہ سے اس خاک سے امام محمد بن الفضل بخاری ابو اللیث سمرقندی ابو زید احمد بن سہیل البلخی کے نام قابل ذکر ہیں ان علماء و فضلاء نے ملت اسلامیہ کے علمی ذخائر میں زبردست سرمایہ کا اضافہ کیا۔ بخارا، سمرقند، مرو، ترمذ، بلخ اور کاشغر اسلام کی علمی بیداری کا مرکز اور مسلمانوں کے چشمہ شرف کا آسمان تھے اسی کا نقشہ کھینچتے ہوئے شاعر نے کہا ہے

علماء الاسلام کانوا ابداً
وسماء البدر ترکستان

امام شامل آخری دینی رہنما تھے جنہوں نے حضرت سید احمد شہید والا کردار ادا کیا اور ۱۸۳۴ء سے ۱۸۵۹ء تک مسلسل ۲۵ برس تک روسیوں کو نکنی کا ناچ نچائے رکھا لیکن بالآخر شکست ہوئی اور یہ شکست اسی ناکام جہاد کی ایک کڑی تھی جو ان دلوں ہوا کرتے تھے تاکہ امت کو بتا دیا جائے کہ تلوار کا زور ختم ہوا اب یضع الحرب کے مصداق کی آمد کا زمانہ قریب ہے اور اب قلم کے جہاد کے ذریعہ روس کو فتح کیا جائے گا انشاء اللہ۔

مسلمانوں کا تنزل

نئی اشتراکی مملکت کے ابتدائی چھ سالوں ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۳ء تک حکومتی دستاویزات میں لفظ مسلم ہی لکھا جاتا تھا کیونکہ وقت تک مسلم سرخ فوج اور مسلم کمیونسٹ جماعت بھی وجود پذیر تھی ۱۹۱۸ء میں ایک عظیم مسلم ریاست کا نظریہ ختم کر کے وسطی ایشیا کو چھ ریاستوں میں بانٹ دیا گیا ۱۹۳۶ء کے لگ بھگ روس اسلامی علاقوں پہ آہنی پردہ تان دیا گیا ۱۹۲۷ء میں اسلامی عدالتیں توڑ دی گئیں۔ ۱۹۲۸ء تک مذہبی تعلیم کے آثار مٹا دیئے گئے مسلمانوں کی مساجد پر حملہ کیا گیا انقلاب کے وقت بخارا اور خوارزم کے علاوہ روس میں ۲۶۰۰۰ مساجد تھیں۔ ابتدائی دس سالوں میں مسجدیں مقفل کر دی گئیں ۱۹۳۲ء میں صرف ۱۳۱۲ مساجد میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ نمازیوں اور ائمہ کے خلاف مقدمے ہوئے۔

وہ پہر سے مسلمانوں کے اس زوال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے۔

"موذن کی اداس آواز میں یونانی گرجے کے گھنٹے لطف پیدا کرتے ہیں اور یہ گھنٹوں کی آواز مسلمانوں کو توپ کی آواز سے بھی بُری لگتی ہے"

پھر لکھتا ہے

"دنیا کے مسلمانوں کے دل میں اس بات کا بہت رنج ہو گا کہ یہ مقدس زمین کفار کی موجودگی سے ناپاک ہو گئی اور اسلام کے ستون کے گرنے سے جو گرد اڑتا ہے وہ سیاہ بادل کی طرح اسلام کے مستقبل پر چھائی رہے گی"

روس سمیت دنیا بھر میں اسلام کے اس تنزل کی خبر بھی مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال قبل دے دی تھی امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علیؓ سے روایت بیان کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام صرف نام کا رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے مسجدیں تو ہونگی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی اور اس زمانے کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے۔ انہیں سے فتنے نکلیں گے اور پھر انہیں کی طرف لوٹ جائیں گے

(مشکوٰۃ کتاب العلم فصل الثالث صفحہ ۲۸ کنز العمال صفحہ ۴۳ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۷۷)

ایک نجات دہندہ

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مسلمانوں کے تنزل کی خبر ہی نہیں دی بلکہ اس تنزل کی حالت سے نکالنے اور ترقیات سے ہمکنار کرنے والے اپنے نائب کی آمد کی خبر بھی بار بار دی جو حضرت امام بخاریؒ نے یوں نقل کی ہے۔

"حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی جب آپ نے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ پڑھا تو ہم میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہونگے۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ اس شخص نے دو یا تین دفعہ اپنا سوال دہرایا۔ حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس وقت حضرت سلمان فارسیؓ بھی موجود تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا جائے گا تو اس شخص کی نسل میں سے ایک یا ایک سے زائد افراد ایسے ہونگے جو اس کو واپس لے آئیں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر سورہ جمعہ صفحہ ۷۲۷ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۳۹۲)

پیشگوئیوں کے مطابق وہ فارسی الاصل نائب رسول حضرت امام مہدیؑ چودھویں صدی ہجری میں مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اعلان کیا۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا یہ انسان کی بات نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا۔ ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت مٹا دی جائے گی اور ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے"

(فتح اسلام صفحہ ۹-۱۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳)

احمدیت کا تعارف

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے اس دور میں روس میں جماعت احمدیہ کو ریت کی طرح پھیلنے کی خبر اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے۔ اس کی ابتداء حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھوں کی اور اپنی عربی اور فارسی کتب روسی علاقہ بخارا بھجوائیں اور ان کے ذریعہ وہاں احمدیت قبول کرنے والے حضرت حاجی احمد صاحب آف بخارا کا نام تو آپ کی اپنی کتاب انجام آتھم میں آپ کے ۳۱۳ صحابہ میں نمبر ۵۸ پر موجود ہے ۲۲ نومبر ۱۹۰۳ء کو ایک روسی سیاح ڈکسن نامی قادیان پہنچے صبح کا وقت تھا۔ حضرت حکیم الامت کے شفاخانہ میں وہ کرسی پر بیٹھ گئے حضرت مسیح موعودؑ بھی ان کی ملاقات کے واسطے وہیں تشریف لائے ڈکسن اردو نہیں جانتے تھے مولوی محمد علی صاحب ترجمان ہوئے اور دو دن حضرت صاحب انہیں تبلیغ کرتے رہے صرف ایک شب وہ ٹھہرے گول کمرے میں انہیں ٹھہرایا گیا دوسری صبح ان کو تبلیغ کرتے ہوئے حضرت صاحب نہر کے پل تک چلتے ہوئے چلے گئے جماعت کے بہت سے خدام ساتھ تھے نہر پر پہنچ کر انہیں یکہ پر سوار کرایا گیا اور حضرت صاحب بمعہ جماعت واپس آئے ڈکسن صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا فوٹو بھی لیا تھا

(ذکر حبیب صفحہ ۱۵۴)

احمدیت کی خوشبو اس علاقہ میں پھیلی گو اس کا ثبوت بھی ملتا ہے ۱۹۱۹ء میں ایک انگریزی فوج کے ملازم ایران گئے ان کی فوج بوشویک

کے نزدیک بے خوف روس کے علاقہ میں گھس گئے ان کا نام فتح محمد تھا جو فوج میں لانس نائیک تھے۔ ان کی تبلیغ سے ایک اور شخص احمدی ہو گیا انہیں احمدی کو عشق آباد شہر سے باہر ایک گنبد جیسی عمارت نظر آئی استفسار پر معلوم ہوا کہ اس عمارت میں موجود لوگ مسلمان ہیں۔ اس پر اس احمدی نے انہیں تبلیغ کی اور وفات مسیح سے متعلق بات ہوئی وہ لوگ پہلے ہی وفات مسیح کے قائل تھے اور جب انہیں کہا گیا کہ یہ عقیدہ تو ہندوستان میں ایک جماعت کا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم اس جماعت کے ماننے والے ہیں اس پر فتح محمد صاحب کو بھی شوق ہوا وہ روسی عشق آباد گئے۔ وہاں احمدی صافی کے نام سے مشہور تھے۔ ابتداء میں حکومت کا باغی سمجھے جانے پر انہیں تکالیف دی گئیں لیکن بعد ازاں یہ شبہ دور ہو گیا وہ لوگ کثرت سے مسیحیوں اور یہودیوں کو تبلیغ کرتے تھے جو احمدیت قبول کر لیتے تھے انہیں جماعت نے کم مانا۔ فتح محمد صاحب کو بتایا گیا کہ کوئی ایرانی ہندوستان گیا تھا وہاں سے مسیح موعودؑ کی کتب لایا۔ انہیں پڑھ کر وہ ایمان لے آیا اور یزد کے علاقہ میں تبلیغ کی اور [illegible] اور وہاں کے تاجر احمدی ہو گئے۔ وہ تاجر عشق آباد گئے اور ان کے ذریعہ وہاں احمدیت کا آغاز ہوا
(الفضل ۲۶ اگست ۱۹۲۳ء)

روس میں ابتدائی مبلغین

ابتدائی طور پر جو مبلغین بھجوائے گئے ان میں حضرت میاں محمد امین خان صاحب افغان اور حضرت مولوی ظہور حسین صاحب تھے۔ سب سے پہلے مولوی محمد امین صاحب حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر تیار ہو گئے اور براستہ ایران روس پہنچے پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے روس کے پہلے ریلوے سٹیشن پر انگریز جاسوس قرار دے کر گرفتار کئے گئے ایک مہینہ وہاں قید رہے۔ وہاں سے روسی مسلم پولیس کی حراست میں براستہ سمرقند، تاشقند بھیجا گیا وہاں دو ماہ قید رکھا گیا اس کے بعد کوشکی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف سے اخراج کا حکم ہوا مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس بات کا عزم کر کے نکلے تھے کہ میں نے اس علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اس لئے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی فوج کی حراست سے بھاگ نکلے دو ماہ آزاد رہے لیکن پھر جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کر لئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت مظالم آپ پر کئے گئے پھر روس سے نکلنے کا حکم دیا اور بخارا سے مسلح روسی فوج کی حراست میں سرحد ایران پر بھجوا دیا گیا۔ اس مرتبہ پھر آپ کاکان کے ریلوے سٹیشن سے پولیس کی حراست سے بھاگ نکلے اور پا پیادہ بخارا پہنچے۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کر لیا گیا اور پہلے کی طرح پھر کاکان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا وہاں سے پھر تیسری مرتبہ بھاگ نکلے اور بخارا پہنچے۔

۱۷؍ مارچ ۱۹۲۳ء میں پہلی دفعہ بخارا میں اس جماعت کے مخلصین کو جو پہلے الگ الگ تھے اور حضور کی ہدایت کے مطابق انہیں پہلے آپس میں نہیں ملایا گیا تھا اکٹھا کر کے آپس میں ملا دیا گیا اور ایک احمدیہ انجمن بنائی گئی اور باجماعت نماز ادا کی گئی اور چندوں کا افتتاح کیا گیا۔

دوسرے ابتدائی مبلغ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا تھے۔ آپ کی قربانیوں کی تفصیل آپ کی اپنی تحریر کردہ آپ بیتی سے معلوم ہوتی ہے آپ ۱۴ جولائی ۱۹۲۴ء کو قادیان سے روانہ ہوئے ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء کو روس کے علاقہ میں پہلے ہی اسٹیشن [illegible] پر آپ گرفتار کر لئے گئے۔ اس دوران تکالیف کا ایک لمبا سلسلہ جاری ہو گیا پندرہ دن بعد عشق آباد کی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ ساڑھے تین ماہ تک عشق آباد میں قید رہنے کے بعد تاشقند جیل بھیج دیا گیا۔ جہاں آپ ۹ ماہ تک قید ہی رہے اور پھر ماسکو کے قید خانہ میں بھجوا دیا گیا اور بالآخر ۲ سال کی قید و بند کی صعوبتوں کے بعد اکتوبر ۱۹۲۶ء میں آپ قادیان واپس آ گئے۔

اس دوران آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں کبھی باندھ کر مارا پیٹا جاتا۔ کبھی کھانے کو سؤر کا گوشت دیا جاتا جس کی وجہ سے آپ کو مہینوں فاقہ کرنا پڑے۔ خصوصاً بعض جاسوس قیدیوں کے روپ میں آ کر آپ کے خلاف حکومت کو رپورٹیں پہنچاتے۔

پھر آپ نے قید کا سارا عرصہ تبلیغ کی اور تبلیغ کرنے کے لئے آپ نے ابتداء سے ہی روسی زبان سیکھنا شروع کر دی اور کافی حد تک زبان پر عبور حاصل کر لیا آپ کی تبلیغ کے ذریعہ سب سے پہلے قیدی محمد حسین احمدی ہوئے۔ یہ بخارا کے رہنے والے تھے پھر محمد یار احمدی ہو گئے جو تاشقند کے رہائشی تھے اور ایک شخص عبداللہ خان جو آپ کی تبلیغ سے پہلے قیدیوں کو امامت کرایا کرتا تھا اور کابل کا رہنے والا تھا وہ بھی احمدی ہو گیا اس نے مولوی صاحب کو بھی بتایا کہ وہ اس وقت موقع پر موجود تھا جب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو ۱۹۰۳ء میں کابل میں شہید کیا گیا اس وقت سے انہیں مسیحیت اور مہدویت کے دعویدار کا علم ہو چکا تھا۔ رفتہ رفتہ تاشقند جیل میں آپ کے کمرہ کے سارے قیدی احمدی ہو چکے اور یہ باوجود سخت پابندیوں کے خدائی انعام تھا جو حضرت مولوی صاحب کو عطا ہوا۔ حضرت مولوی صاحب عظیم کردار کے مالک تھے کہ ایک جاسوس بھی جو آپ کی جاسوسی پر متعین تھا آپ کے اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور احمدی ہو گیا غرضیکہ چراغ سے چراغ جلتے گئے اور اکثر قیدی آپ سے متاثر ہو چکے تھے یہاں تک کہ مولوی صاحب نے بتایا کہ ماسکو کے قید خانہ میں جہاں خالصۃً دہریت کا ماحول تھا آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں ہر طرف ہستی باری تعالیٰ کے چرچے ہونے لگے۔

آپ کا جوش تبلیغ اس قدر بڑھ چکا تھا کہ سلطان جابر کے سامنے بھی کلمۂ حق کہنے سے باز نہ آئے اور زار کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی جو پیشگوئی پوری ہوئی ہے اس کے متعلق حاکم کو کھلے بندوں بتایا اور ججوں کا سارا پینل آپ سے بے حد متاثر ہوا اور جاتے ہوئے بڑی عاجزی سے آپ کو سلام کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ آپ نے انتہائی دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حاکم کے سامنے بلند آواز سے کمرہ میں لگی ہوئی لینن کی تصویر کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ لینن یہ جھوٹ کہتا ہے کہ خدا نہیں۔ خدا ہے وہ زندہ حی و قیوم اب بھی موجود ہے۔ نیز آپ کی تبلیغی کاوشوں میں لٹریچر کی تقسیم کی بھی ایک حسین مثال ملتی ہے اور وہ ہے "احمدی اور غیر احمدی میں فرق"۔ اس پمفلٹ کا روسی زبان میں ترجمہ کروا کر حاکم کو دیا سب حاکموں نے پڑھا اور اس کو حکومتی فائل کی زینت بنا لیا اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی یہ پہلی کتاب کہہ سکتے ہیں جو روسی زبان میں ترجمہ ہوئی اور باقاعدہ آگے پہنچائی گئی۔

آپ نے قید کے دوران حکام کو جماعتی اداروں تنظیموں، مبلغین اور عہدیداران کا اور ان کے کام کا تفصیلی تعارف بھی کروا دیا

آپ پہلے احمدی مبلغ تھے جو ماسکو تک پہنچے اور خوب تبلیغ کی اور آپ کی یہ تبلیغ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ رہی تھی کہ ایک روسی اخبار میں بھی شائع ہوا کہ ایک دیوانہ ہندوستان سے آیا ہے جو ایک خدا کا نام لیتا پھرتا ہے۔
(الفضل سنہ ۱۹ء)

ایک عظیم الشان رؤیا

روس میں احمدیت کے حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود کی ایک رؤیا جو سنہ ۱۹۴۰ء میں دیکھی تھی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"حضرت مصلح موعود نے عدالت سے پہلے ایک رؤیا دیکھی جس میں آپ نے دیکھا کہ میں ایک ایسے ملک میں ہوں جہاں مجھے خطرہ ہے اور اس خطرہ کے نتیجہ میں میں اپنی ایک بیوی کو جو میرے ساتھ ہے وہ ام طاہر ہے اس کو میں جگاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ خونی بیلوں نے ہمیں گھیر لیا ہے اور مجھے جلد از جلد اس ملک سے نکلنا ہے اس لئے فوراً تیار ہو جاؤ اور وہ تیاری میں شاید دیر کرتی

ہیں ان کے ساتھ ایک بچہ لیٹا ہوا ہے جسے میں گود میں اٹھا لیتا ہوں اور صرف میں اور وہ بچہ وہاں سے ہجرت کر جاتے ہیں اور ایک ایسے ملک میں داخل ہوتے ہیں جہاں مجھے علم نہیں کہ کیا ملک ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کونسا ملک ہے تو مجھے بتایا جاتا ہے کہ یہ U.S.S.R ہے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم تو خدا کے فضل سے احمدی ہیں اور آپ کو پتہ نہیں لیکن سردست اس کو مخفی رکھنا چاہئیے اور اس بات پر یہ رویا ختم ہوگئی۔ اس وقت میری عمر چونکہ آٹھ دس سال کی تھی اور جو بچہ دکھایا گیا تھا وہ چھوٹی عمر کا تھا اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی اور تعبیر کی مگر درحقیقت خلافت کے نقطۂ نگاہ سے ایک بچہ تھا جو تیار کیا جا رہا تھا اور خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ روس سے تعلق اس بچہ کے ذریعہ قائم ہوگا۔"

(تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ یو۔کے ۲۸ر جولائی ۱۹۹۱ء)
(الفضل ۱۹)

حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ ۱۹۸۴ء میں ہجرت کر کے لندن میں مقیم ہوئے تو قرآنی تراجم کا کام تیزی سے آگے بڑھنے لگا روسی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ مکمل ہوا اس کے ساتھ ساتھ تیس چالیس اسلامی احمدیہ کتب کے تراجم بھی چھپ گئے مگر ان کو روس پہنچانے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا کہ اچانک انقلاب آیا اور دیوار برلن نومبر ۱۹۸۹ء میں گرا ٹوٹی کہ مغرب سے مشرق اور مشرق سے مغرب کی طرف سیاحوں کا سیلاب آگیا اور پھر دسمبر ۱۹۹۱ء میں SOVIET RUSSIA کا خاتمہ ہوگیا اور روس کی سلطنت ۱۷ ریاستوں میں بٹ گئی ہر آزاد ریاست نے دنیا کے ساتھ رابطے کرنے شروع کئے

روس کے لئے وقف عارضی

جماعت احمدیہ کے واقفین عارضی بھی مختلف علاقوں میں پہنچے ان کا ذکر پیارے امام کی زبانی سنیئے

"روس میں خدا کے فضل سے بہت تیزی سے اب احمدیت میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے اور جتنے وفد گئے ہیں وہ بہت ہی مثبت نتائج کی خوشکن خبریاں دے رہے ہیں اللہ کے فضل سے ہر وفد کے دوران اچھے رابطے پیدا ہو رہے ہیں ..... بعض نے اپنے طور پر جماعتی لٹریچر پھیلانا شروع کر دیا ہے ..... مسلم ریاستوں میں کئی اخبارات نے تو فوری طور پر اپنے اخبارات میں جماعت کا تعارف شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے ..... برشیا میں ایک وسیع علاقے والے اخبار نے بڑے شوق سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میں یہ پیغام اپنے ملک میں شائع کروں گا ..... اہل روس کو اس کی اشد ضرورت ہے ..... ہمیں اپنی جان مال اور عزتیں وا قعتہً اس میں جھونک دینا ہیں لیکن یہ ایسی آگ ہے جسے خدا تعالیٰ نے گلزار بنا دینے کا فیصلہ کر دیا ہے اس لئے بے دھڑک ہوکر اس میں چھلانگ لگائیں"

(خطبہ جمعہ ۱۹ر جون ۱۹۹۲ء)

جولائی ۱۹۹۱ء میں یو۔کے کے جلسہ سالانہ میں ۱۴ روسیوں کا وفد شامل ہوا جن میں بخارا کے ۸۶ سالہ بزرگ نے حضرت اقدس کو اپنے علاقہ کی طرف سے ایک چوغہ اور ٹوپی بطور تحفہ پہنائی اور حضور سے بھی اسی قسم کا تحفہ وصول کیا۔

۱۹۹۲ء میں واقفین عارضی کے ساتھ ساتھ اب لتھوانیا کی ریاست میں مستقل مربی مکرم اخلاق احمد انجم کام میں دن رات مصروف ہیں اسی طرح ازبکستان کے لئے مرزا نصیر احمد صاحب بھی پہنچ چکے ہیں اور مزید کئی مربیان تیار بیٹھے ہیں کہ حکم ملے تو روس پہنچ جائیں۔

دوستی کا ہاتھ

پیارے آقا نے اپنے حالیہ خطاب میں مزید دلچسپ تفصیلات بیان فرمائی ہیں۔

"U.S.S.R کی ریاستوں میں بڑی تیزی سے جماعت کی طرف مدد کا ہاتھ پھیلنے کی طرف توجہ ہو رہی ہے وہ اخلاقی اقدار میں بھی ہم سے مدد مانگ رہے ہیں اور علمی میدانوں میں بھی وہ ہم سے مدد مانگ رہے ہیں انہیں ہم پر اعتماد ہے اب تک خدا کے فضل سے اس تیزی سے جماعت احمدیہ کے فلسفے کو اور جماعت احمدیہ کے کردار کو انہوں نے سمجھا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ خدا سے بالکل نابلد ہوتے ہوئے ایک لمبے عرصہ تک خدا سے دور رہنے کے باوجود دل کی تختیاں بالکل صاف ہیں۔

جگہ جگہ سے مطالبے شروع ہو گئے ہیں کہ جماعت احمدیہ آئے اور اس میدان میں بھی ہماری مدد کرے اور اس میدان میں بھی مدد کرے جو مطالبے پیش ہوئے ان میں اکنامکس فائینانس اور اکاؤنٹنگ کا خصوصی ذکر ہے۔"

(خطاب جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء)

پھر حال ہی میں ۴ر اکتوبر ۱۹۹۲ء کے خطبہ میں حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے روابط اور اثرات اب اس تیزی سے U.S.S.R یعنی سابقہ روسی ریاستوں میں بڑھ رہے ہیں کہ اس سے حاسدوں اور دشمنوں کے کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی ہے اور یہاں تک کہ پنجاب حکومت کے وزیر اعلیٰ جن کا ایسے کاموں سے کوئی تعلق نہیں وہ اپنے ملک میں ہی انصاف قائم کرلیں تو بڑی چیز ہوگی ان کا یہ حال ہے کہ علماء کی ایک کانفرنس میں گئے اور ان کو یہ تلقین کی کہ تمہیں اس وقت عالمی جہاد کی ضرورت ہے تم جاؤ اور U.S.S.R میں جہاں جہاں جماعت کوشش کر رہی ہے ان کا پیچھا کرو تعاقب کرو اور ان کو ناکام بناؤ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت شکست کے لئے پیدا نہیں کی گئی اس نے لازماً فتحیاب ہونا ہے۔

(الفضل ۱۹۹۲ء)

پس مختصر یہ کہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

(درثمین ص۹۷)

ہے دین وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھا دے کہ ہے کہاں

(درثمین ص۵۸)

پس یہی زندہ خدا ہمارا خدا ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت ہی پیارا یہ اعلان فرمایا

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

(کشتی نوح ص۲۰)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محبت سب کے لئے
نفرت کسی سے نہیں

منقولات

علماءِ ہند نے وزیرِ اعظمِ ہند کو ائمہ کا امام قرار دیا

روز نامہ "مشرق" کلکتہ ۱۱ ۹۳ رقمطراز ہے :-

"حج سے پہلے ائمہ کُل ہند تنظیم کے وفد نے وزیرِ اعظم سے ملاقات کی اور امام حضرات نے وزیرِ اعظم کو ائمہ کا امام قرار دیا تو تنظیم کے سربراہ مولانا الیاسی کو حج پر خیرسگالی وفد میں شامل کر دیا گیا سینکڑوں علماء اپنے کندھے پر عربی رومال رکھے اور آنکھوں میں سُرمہ لگائے کتنی محبّت و عقیدت سے وزیرِ اعظم کے ساتھ بات چیت کر رہے یہ خصوصی پروگرام بہت دیر تک ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔"

علمار کے لئے سچ ہی کہا گیا ہے ؎

بڑی رنگینیاں ہیں حضرتِ واعظ کی فطرت میں ؛ کہ جب منبر پہ آتا ہے بڑا معصوم ہوتا ہے

خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کی ضرورت

روزنامہ "مشرق" اپنے شمارہ ۱۳ ۹۳ میں "فرقے کیسے مٹ سکتے ہیں" پر حقیقت افروز بیان دیتے ہوئے رقمطراز ہے :-

"میرا خیال ہے کہ اب ہم اس مقام تک پہنچ گئے ہیں کہ جہاں ہمیں اس سوال کا جواب از خود مل جائے کہ اُمّت میں وحدت پیدا کرنے کی شکل کیا ہے ؟؟ اس کی شکل یہ ہے کہ جس نظام کے گُم ہو جانے کی وجہ سے فرقہ بندی شروع ہوئی تھی اس نظام کو پھر قائم کر دیا جائے۔ اس کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ اس فکر کو عام کیا جائے کہ فرقوں کی موجودگی اور اسلامی زندگی دو متضاد چیزیں ہیں جو قرآن کی رُو سے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں اور فرقوں کو مٹا کر اسلامی زندگی پیدا کرنے کا طریق **قرآنی نظام و خلافت علیٰ منہاجِ نبوت کے قیام کے سِوا کوئی نہیں۔"**

یہ فکر انگیز خیال یقیناً درست ہے۔ اور قرآن مجید کی سورۃ نُور کی آیتِ استخلاف میں تو مسلمانوں کو وحدت کا ذریعہ بتا دیا گیا تھا کہ خلافت کے بغیر مسلمان متحد نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا آج مُسلمانوں کو خلافتِ حقّہ کی تلاش کرنی چاہیئے۔ ہم ان حسرت بھرے دلوں کو یہ پیغامِ مسرت کس طرح بتائیں کہ آج جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت موجود ہے۔ اور ساری دُنیا کے مسلمانوں کو متحد کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی زندگی اور وحدت اسی میں ہے۔ اور یہ تمنّا اکابرینِ ملّت لئے ہوئے اِس دُنیا سے کُوچ کر گئے۔ بقول شاعرِ مشرق علامہ اقبال ؎

تا خلافت کی بِنا دُنیا میں ہو پھر استوار ؛ لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

پاکستان کے سرکاری مُسلمانوں نے ہٹلر کو بھی رحمۃ اللہ علیہ قرار دے دیا

اب مملکتِ خدادادِ پاکستان کے سرکاری مسلمانوں کا حال بھی ملاحظہ فرمایئے جس کی نیشنل اسمبلی اور سپریم کورٹ احمدیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کے فیصلے پر فخر کر رہے ہیں جیسے اِسلام ان کے باپ کی جاگیر ہے۔

روز نامہ "جنگ" لاہور ۳ر اپریل ۱۹۸۲ء رقمطراز ہے :-

"راولپنڈی ۲۔اپریل۔ جنگ نیوز کے مطابق ممتاز دانشور اور پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اقبالیات کے صدر پروفیسر منظور احمد صاحب نے تحریکِ پاکستان منزل بہ منزل کے عنوان سے منعقد ہونے والی ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر کو حضرت ہٹلر رحمۃ اللہ علیہ کہا!"

(روز نامہ جنگ لاہور)

(مُرسلہ: حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام)

عالمی اُردو مضمون نگاری کا تحریری انعامی مقابلہ ۳۰ر اکتوبر سنہ ۹۳ء کو

قارئینِ اُردو اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ امروہہ پترکار ایسوسی ایشن رجسٹرڈ گذشتہ دس سال سے مسلسل اُردو کی ترویج و اشاعت میں سرگرم حصّہ لیتی رہی ہے۔ تحریری و تقریری مقابلوں کے انعقاد کے ذریعہ اُردو جاں نثاروں کو انعامات اور توصیفی اسناد سے نوازتی رہی ہے۔

اسی سلسلے میں امروہہ پترکار ایسوسی ایشن نے ایک عالمی اُردو تحریری انعامی مقابلہ مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں سب ہی عمر کے لوگ حصّہ لے سکتے ہیں :-

۱؎ اُردو اور ہندی زبانوں میں مشترکہ لفظوں کی وراثت۔

۲؎ کیا اُردو زبان کو ہندی زبان سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہے ؟

اوّل مضمون پر ایک ہزار روپے۔ دوم پر پانچ سو روپے۔ سوم دو مضامین پر ڈھائی، ڈھائی سو روپے نقد انعام۔ پسندیدہ مضامین پر توصیفی اسناد اور دیگر حوصلہ افزا انعامات۔

مضمون نگار حضرات اپنے مضامین کسی ایک موضوع پر زیادہ سے زیادہ دو ہزار الفاظ پر مشتمل معہ پچیس ۲۵ روپے کے کراس پوسٹل آرڈر / بنک ڈرافٹ ایک اپنا پتہ لکھا ہُوا پوسٹ کارڈ سمیت بتاریخ ۳۰ر اکتوبر سنہ ۹۳ء تک ارسال فرمائیں۔ غیر ملکی مضمون نگار پانچ امریکی ڈالر کے بنک ڈرافٹ کے ساتھ مضامین ارسال فرمائیں۔

مہتاب علی امروہی
(صدر) امروہہ پترکار ایسوسی ایشن (رجسٹرڈ)
۳۰۴۔ دربارِ کلاں۔ امروہہ (یو۔پی) (انڈیا)

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ ــــ بقیہ صفحہ اوّل

اور جس مخلوق سے محبت کریں خُدا کی محبت کی خاطر کریں۔ اور خدا کی محبت کے جذبے سے مجبور ہو کر کریں۔ حضور نے فرمایا میَں نے ہمیشہ ان قوموں کے لئے بھی دُعا کی تحریک کی ہے جنہوں نے جماعت پر بڑے بڑے مظالم کئے ہیں۔ بعض دفعہ جب پاکستان میں مظالم حد سے بڑھتے رہے تو بہت سخت احتجاج کے خط ملتے رہے کہ "کبھی بد دُعا بھی کر دیں۔" لیکن باوجود اِس کے، مَیں اپنے آپ کو مجبور کر دیتا ہوں کہ ان کے لئے بد دعا نہ کروں کیونکہ ڈر ہے کہ اگر مَیں ایسا کروں تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں سے میرا ویسا تعلق قائم نہیں رہے گا جیسا مَیں چاہتا ہوں۔ بس یہ ہے خدمتِ خلق کا مضمون جسے آپ توحید ہی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اِسی جذبے کے ساتھ آپ بنی نوعِ انسان کو موحّد بنانے کی تیاری کریں۔

حضور انور ایدہُ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ غیر اللہ کی نفی تو ایک موحّد کرتا ہی ہے۔ لیکن اس کا ایک آخری مقام یہ ہے کہ اپنے وجود کی بھی بکلّی نفی کر دی جائے تاکہ صرف ایک وجود یعنی اللہ کا وجود باقی رہ جائے۔ حضور نے فرمایا کہ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ توحیدِ حقیقی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پائی ہے۔ اور زندہ خُدا کی شناخت ہمیں آپؐ سے نصیب ہوگی اِس لئے ضروری ہے کہ کثرت سے ہم آپ پر دُرود بھیجیں اور ساتھ ہی خدمتِ بنی نوعِ انسان کریں۔ اور بنی نوعِ اِنسان کی خدمت میں سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہیں راہِ ہدایت کی طرف بُلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور نے فرمایا، اس مضمون کا بقیہ حِصّہ میں اختتامی خطاب کے موقع پر بیان کروں گا۔

بدر کی توسیعِ اشاعت واعانت میں حصّہ لیجئے (مینیجر)

ضروری اعلان

بابت آل اُتّر پردیش صوبائی کانفرنس اور تصحیح ایڈریس

جُملہ جماعتہائے احمدیہ اُتّر پردیش کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال صُوبائی کانفرنس اُتّر پردیش مورخہ ۲۵-۲۶ ستمبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ و اتوار راٹھ میں منعقد ہوگی۔ اس سلسلہ میں درج ذیل پتہ پر مکرم انوار محمد صاحب راٹھ صدر استقبالیہ کمیٹی سے خط و کتابت کریں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

پتہ:- MR. ANWAR MOHAMMAD SAHIB AHMADI
ARMS & AMMUNITION DEALER
KOT BAZAR, P.O. RATH
Distt:- HAMIR PUR, U.P. (PIN. 210431)

تزئین بہشتی مقبرہ قادیان

تزئین بہشتی مقبرہ کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے مشروط بآمد بجٹ رکھا ہے۔ بہشتی مقبرہ کے گیٹ اور فوارہ کو رنگ و روغن اور قبور کی صفائی اس بجٹ سے کی جاتی ہے۔ اس بجٹ سے بہشتی مقبرہ کی سڑکوں کو بھی پختہ کئے جانے کا منصوبہ ہے جن کے لئے کافی اخراجات کی ضرورت ہے۔

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ مد تزئین میں دِل کھول کر چندہ جمع کروائیں۔ اس غرض کے لئے دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں امانت تزئین بہشتی مقبرہ قائم ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو اس کارِ خیر میں حصّہ لے کر ثواب کا مستحق بنائے۔ آمین ؛

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

یاد دہانی

احمدی بزرگوں کا ذکرِ خیر اپنی آئندہ نسلوں میں جاری کریں

"مَیں نے دیکھا ہے کہ بہت سے ایسے بزرگ آباء و اَجداد جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد خلافتِ اُولیٰ یا خلافتِ ثانیہ میں بیعتیں کی تھیں اور غیر معمولی دینی ترقیات حاصل کیں، غیر معمولی قُربانیاں دیں ان کا ذکر اگلی نسلیں بھول رہی ہیں اور اُن کے ماں باپ بھی اس ذکر کو زندہ نہیں رکھتے۔ نتیجۃً وہ کتابوں کے پھُول بنتے جا رہے ہیں۔ اور کتابیں بھی ایسی جن کو کم لوگ پڑھتے ہیں۔ پس یہ انداز جو ہے یہ زندہ رہنے کا انداز نہیں ہے۔ قرآنِ کریم نے ہمیں زندگی کا جو راز سمجھایا ہے اس کی رُو سے آپ کو اپنے آباء و اَجداد کے ذکر کو لازماً زندہ رکھنا ہوگا۔ چنانچہ گزشتہ چند سالوں میں مَیں نے جماعتوں کو بار بار نصیحت کی کہ وہ سارے خاندان جن کے آباء و اجداد میں صحابہ یا بزرگ تابعین تھے اُن کو چاہیئے کہ اپنے خاندان کا ذکرِ خیر اپنی آئندہ نسلوں میں جاری کریں۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک اس طرف کما حقّہٗ توجہ نہیں دی گئی .... پس تمام دُنیا میں جماعتوں کو احمدی بزرگوں کی یادوں کو زندہ کرنے کی مُہم چلانی چاہیئے۔ اور تمام تربیتی اجلاسوں میں اُن کے ذکرِ خیر کو ایک لازمی حصّہ بنا دینا چاہیئے۔ سب سے زیادہ زور اِس بات پر ہونا چاہیئے کہ آنے والی نسلوں کو اپنے بزرگ آباء و اجداد کے اعلیٰ کردار اور اعلےٰ اخلاق کا عِلم ہو۔ اُن کی قُربانیوں کا عِلم ہو۔"

(خُطبہ جُمعہ فرمودہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۳ء)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُبنیٰ جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100%
PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND
SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LAIN ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبوی
اِحفظ لسانک
(تو اپنی زبان کی حفاظت کر)
- (منجانب) -
بعض اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۴ مینگولین۔ کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں"
— (کشتی نوح) —
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب
ربڑ شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ
پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
— (پیشکش) —
بانی پولیمر، کلکتہ - ۴۶ ۷۰۰۰
ٹیلیفون نمبر:-
43 — 4028 — 5137 — 5206